گرین گلاس کے بیان کے مطابق روز نبرگ نے نومبر میں گرین گلاس کی بیوی کی وساطت سے اسے ایک پیغام بھیجا جس میں گرین گلاس سے روز نبرگ نے دریافت کیا کہ رتھ (RUTH) نے لاس الاموس کے بم پروجیکٹ کی دستاویزات روس روانہ کرنے کے لئے مانگی ہیں۔ جس پر اس نے غور کرتے ہوئے سوچا کہ اگر روس کو یہ دستاویزات مل جائیں تو فوجی قوت کا توازن برابر ہونے کی وجہ سے روس اور امریکہ دونوں ایٹمی قوت بن جائیں گے اور جنگ کا خطرہ ٹل جائے گا۔ لہٰذا ہمیشہ کے لئے دنیا میں امن رہے گا۔ لہٰذا اس نے گرین گلاس کی اس تجویز کے ساتھ فوراً اتفاق کرتے ہوئے وہ دستاویزات اس کی بیوی کے حوالے کر دیں۔ اور اس طرح روز نبرگ سوویت یونین کو ایٹمی قوت بنانے میں مدد گار لوگوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

۱۹۴۵ء کی یکم جنوری کو جب گرین گلاس نیویارک آیا تو اس کو روز نبرگ نے ایٹم بم کو ناکارہ کرنے کا مکمل پلان لینز مولڈ ("Lens Mold") دیا جو اس نے ایک ہرکارے کے ذریعے ماسکو روانہ کر دیا۔

۱۹۴۵ء میں ہی یاکوف لیف نے اپنے ایک ہرکارے کو البوقرق میں روز نبرگ سے ملاقات کے لئے بھیجا۔ اس ہرکارے کا نام ہری گولڈ اور بڑا پرانا منجھا ہوا جاسوس تھا۔ وہ سوئٹزر لینڈ کا باشندہ اور عرصہ دراز سے سوویت یونین کے لئے فوجی ٹیکنالوجی حاصل کرنے پر مامور تھا۔ وہ پیشے کے لحاظ سے ایک کیمسٹ (کیمیا دان) تھا۔

حالانکہ وہ کمیونسٹ نہیں تھا۔ جاسوسی اس نے پیشے کے طور پر اپنا رکھی تھی۔ گرفتار ہونے کے بعد وہ جیل میں چل بسا۔

گولڈ یا کوریئٹ (جس کا اصل نام جوہین تھا) سے مارچ ۱۹۴۴ء میں پہلی بار ملا تھا۔ اس وقت سے دو سال بعد تک جاسوس ہرکارے کا کام کرتا رہا اور اس کا اصل کام ڈاکٹر کلاز فش سے روزانہ ملاقات تھا اور اس سے ٹیکنالوجی کے متعلق دستاویزات خفیہ طور پر حاصل کر کے ماسکو روانہ کرتا تھا۔

لیکن جب امریکی صدر ٹرومین نے سٹالن کو بتایا کہ اس کے پاس ایک بڑا طاقتور خفیہ جنگی ہتھیار ہے تو سٹالن کو اس پر ذرا بھی پریشانی نہ ہوئی کیونکہ سوویت یونین اس وقت ایٹمی قوت بن چکا تھا۔

کمیونسٹ جاسوس

کیوروم (Que Room) میں بیٹھے جنگ سے متعلقہ ریکارڈ اور تحریر کے مطالعہ سے مجھے جس بات نے متاثر کیا وہ کمیونسٹوں کا جذبۂ قربانی تھا۔ یہ سب کمیونسٹ لوگ جن میں مرد اور عورتیں شامل تھے خود کو سب نے کمیونزم کے جذبہ کے تحت جاسوسی کے لئے اپنی زندگی کو بے لوث وقف کر رکھا تھا۔

یورپ کی طرح امریکہ میں بھی کمیونسٹ لوگ ہٹلر کے خلاف اپیل کی تکمیل کے لئے کمیونسٹوں کی تمام تر کاوشیں شباب پر تھیں کمیونسٹوں کے خلاف ہٹلر کی بڑھتی ہوئی یورش کے خلاف سوویت حکمرانوں نے سیاسی طور پر اپیل کی کہ یہ جنگ کمیونزم کے خلاف ہے جس کی وجہ سے سپین، فرانس الغرض دیگر یورپی ممالک کے علاوہ تمام کمیونسٹ بین الاقوامی سطح پر نیز امریکہ میں بھی پارٹی جذبہ کے تحت ہٹلر کے خلاف یورش میں شامل ہو گئے۔ تاکہ مارکزم کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو دبا دیا جائے اور ہر گردن کو کاٹ دیا جائے۔ اسی جذبہ کے تحت ظاہری طور پر بھی اور خفیہ طور طور سرگرم کوششیں شروع ہو گئیں۔

مجھے اس سیاسی صورت حال سے اس وقت زندگی اس قدر متاثر ہوئے کبھی بھی دیکھنے میں نہ آئی۔ بالکل ایسے جیسے کسی سکول

ہیں کسی بچے کو تربیت دی جائے۔ ۱۹۳۱ء میں جب میں یونین کالج
میں تھا۔ اس کے بعد چار سال تک میں ایک غیر شعور سا نیا نیا سیاست دان
تھا۔ تاہم اس نے اس عرصہ کے دوران کسی شخص کو اتنا مہذب نہ دیکھا۔
جتنے کہ کمیونسٹ تھے۔ ہٹلر کے شہر ہمبرگ میں بھی ۱۹۳۵-۳۶ء تک
میرے سیاسی تصورات اتنے وسیع نہ تھے۔ سوائے اس کے کہ بل آف
رائٹس کے متعلق تھوڑی سی معلومات تھیں۔ جزیرہ ماجورکا میں دو ماہ
گزارتے وقت جیسے میں نے ایک ماہ پہلے ہی چھوڑ دیا تھا۔ اسی وقت
سپین میں سول وار شروع ہو گئی۔ غیر سیاسی حالات پر لکھتے پڑھتے ہوئے
تاکہ کوشش کر رہا تھا کہ یورپ میں گزشتہ حالات کا بوجھ میرے
سر سے اتر جائے۔

میرا گزر ایک فوجی ہوائی جہازوں کے ریکروٹوں پر ہوا۔
جن کو اس جنگ کے لئے تیار کیا جا رہا تھا اور ان کا انسٹرکٹر ان سے
سوال کر رہا تھا کہ "تم یہاں کیوں آئے ہو؟" جواب دیا کیونکہ ہٹلر
اور جاپانیوں نے ہم پر جنگ مسلط کر دی ہے۔ ان کے اس
جواب سے مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ میں چونکہ شعوری طور پر
سیاسی ذہن رکھتا تھا۔ اس لئے اس جذباتیت کی تہہ تک پہنچنے کے لئے
کمیونزم کا مطالعہ شروع کیا۔ جب میں نے اس کے بنیادی اصولوں کا
مطالعہ کیا تو خود بھی جذباتی ہو گیا۔ تب میرے دل میں آیا اور میں نے
سوچا کہ جہاں اس جیسے سینکڑوں نڑ بیر اور سورج ہوں گے
تو امریکہ اس (کولڈ وار) سرد جنگ کو گرم تپش میں بدل لے سکے

لئے کیوں نہ تیار ہو۔ تب سورج اور ٹریپر کی عزت میری نظروں میں دو بالا ہو گئی۔

ان تمام مردوں اور عورتوں کو مارکسزم کی تعلیمات پر بڑا یقین تھا۔ اسی وجہ سے کمیونسٹ پارٹی کے ممبر بن گئے اور سوویت انٹیلی جینس کے بے لوث کارکن بن کر سرگرم عمل ہو گئے۔ نوجوانوں نے سوویت فوج میں خود کو بھرتی کے لئے پیش کیا۔ ادھر سوویت یونین ایٹمی قوت بن گیا۔ یہ سب اسی جذبہ کی بدولت تھا کہ اب سوویت یونین نہ صرف کئی مسلم ممالک بلکہ کئی یورپی ممالک پر بھی قابض ہو گیا اور پوری دنیا میں دہشت پھیل گئی۔

تنہا عورت اور رومانس (sex and the single women)

کے جی بی " K G B " جہاں دوسرے ہتھکنڈے استعمال کرتی ہے وہاں کسی ملک کے راز چرانے اور اہم خفیہ دستاویزات حاصل کرنے کے لئے "عشق" sex کو بھی ایک بڑے حربے کے طور پر کام میں لاتی ہے۔ اس کے خیال میں یہ کوئی کھیل نہیں بلکہ اس کے کام کا ایک حصہ اور فرض ہے۔ حتیٰ کہ کے جی بی "K G B" کے ہیڈکوارٹروں اور خفیہ تعلیمی اداروں میں اس مضمون کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

سیکس (یعنی جعلی عشق) بھی "کے جی بی" کا جیساکہ اوپر ذکر کیا گیا ہے ایک اہم حربہ ہے۔ اس حربے کے تحت نہ صرف

ماسکو میں ملکی اور غیر ملکی مردوں کو جکڑا جاتا ہے۔ بلکہ بیرون ممالک عورتوں کو بھی شکار کر کے ان کی وساطت سے اہم مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں۔ اس حربے کا مقصد مردوں اور عورتوں کو نسوانیت کے ذریعے بلیک میل کرنا ہوتا ہے۔ اور ورغلا کر اپنے دام میں پھنسانا ہوتا ہے۔ اس گمراہی اور بے راہ روی کے پیچھے پرکشش صحت مند جسم اور جذبات کارفرما ہوتے ہیں۔ غیر ممالک میں امریکہ کی غیر شادی شدہ عورتیں بالخصوص نشانہ بنائی جاتی ہیں۔ انہیں جھوٹی محبت جتا کر شادی کا جھانسہ دے کر دام فریب میں جکڑ لیا جاتا ہے۔

امریکی سفارت خانوں کی غیر شادی شدہ عورتیں اور سفارت کار لڑکیاں گزشتہ بیس برسوں سے غیر ممالک میں "کے جی بی" کا نشانہ بنتی رہی ہیں۔ جنہیں زیادہ تر کوڈ کلرک۔ سیکرٹریز اور رجسٹری کلرک جن کی اہم دستاویزات تک رسائی بڑی آسان ہوتی ہے، زیادہ تر پیش پیش ہیں اور کے جی بی ان کو بڑے بڑے بھاری انعامات کی پیش کش کرتی ہے۔

کے جی بی KGB کو اس بات کا پوری طرح احساس ہے کہ بیرونی ممالک میں کام کرنے والے سفارت کار ملازمین اندرون ملک ملازمین کی نسبت جلد جھانسے میں آ جاتے ہیں۔ غیر ممالک کے ماحول میں وہ اپنے حفاظتی اقدام کی پرواہ کئے بغیر غیر ملکیوں میں گھل مل جانے ان سے آزادانہ ماحول میں گفتگو کرنے اور نئے دوست تلاش کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اس طرح ان کو نئی

جدتوں اور نئے سفر کے مواقع حاصل کر کے بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے۔

غیر شادی شدہ خاتون ملازمین دوہرے احساس میں شدت سے مبتلا ہوتی ہیں۔ دفتری اوقات کے بعد جب وہ خود کو تنہا محسوس پاتی ہے تو اسے پرانے دوست اور شادی شدہ لوگ عزیز رشتہ دار یاد آنے لگتے ہیں۔ تنہائی اسے سانپ بن کر ڈسنے لگتی ہے۔ چنانچہ وہ غم غلط کرنے کے لئے اجنبیوں سے ملنے کی کوشش کرتی ہیں خواہ وہ امریکی ہوں یا غیر ملکی لوگ۔ سماجی طور پر وہ چاہے تنہا پسند ہو یا گھریلو خاتون۔ مگر کے جی بی KGB کے خیال میں وہ ایک تر نوالہ ہے۔ کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ اس کی وساطت سے اہم ترین دستاویزات تک رسائی اور حصول بہت آسان کام ہے۔

چنانچہ اس کو ورغلانے کے لئے کے جی بی آفیسر کسی غیر روسی کے روپ میں از خود اور یا پھر کے جی بی کے کسی بہروپئے جاسوس کی وساطت سے فرضی امریکی باشندہ بن کر اس کو اپنے دام میں پھنسلانے کے لئے حربے استعمال کرتے ہیں۔ کے جی بی کے کارکن ایسی عورت تک بذات خود رسائی کی کوشش کو اولین ترجیح دیتے ہیں۔

اس ڈرامے کا آغاز کچھ اس طرح سے بھی شروع ہوتا ہے، جب کوئی روسی ملازم سوویت یونین سے مغربی یورپ کے تجارتی میلے میں شمولیت کے لئے آتا ہے اور وہ امریکہ کے سفارتی سیکرٹری کو ٹیلیفون پر اطلاع کر کے اسے اس میلے میں کسی مخصوص

جگہ پر ملنے کا پروگرام بنا کر اسے اس کے چچا زاد بھائی کا خط اس کے حوالے کرتا ہے جو اسے لطیفہ سے بھیجا گیا تھا۔ یہ روسی ملازم ایک خوش پوش پرکشش شخص جو اپنے کام میں بڑی مہارت رکھتا ہے اس سے کھانے کی دعوتوں اور ملاقاتوں کا پروگرام بنا لیتا ہے۔ جب اس کا کام پورا ہو جاتا ہے یعنی وہ اسے یہ احساس دلاتا ہے کہ اس نے اب واپس روس جانا ہے۔ کیونکہ اس کے ویزے کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ تب وہ جاتے وقت اپنے کسی دوست سے اس لیڈی سیکرٹری کا تعارف کرواتا ہے جو دراصل کے جی بی KGB کا آفیسر ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ مہمان ماسکو نہیں جاتا۔ بلکہ جھوٹ بول کر اسے الّو بنا کر بیچ میں سے نکل جاتا ہے۔ اب یہ سیکرٹری براہ راست کے جی بی آفیسر کے چنگل میں پھنس گئی اور وہ اسے ورغلا کر جاسوسی کی تربیت دیتا ہے۔ اسے انعام واکرام اور تحفے تحائف دے کر اسی سے اپنا کام نکالتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور طریقے سے بھی ایسی تنہا غیر شادی شدہ عورتوں کو ورغلا کر اپنے دام جال میں اٹکانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک سوویت تھرڈ سیکرٹری امریکی لیڈی کلرک کو فون کرتا ہے اور اسے اپنی پچھلی ملاقات جو کسی وقت کسی بحری جہاز میں کسی بحری ملازم سے ہوئی تھی۔ اس کے حوالے سے خود کو پیش کرتا ہے۔ اگر یہ واقع صحیح اترتا ہے تو ٹھیک ورنہ انکار کی صورت میں وہ اسے ملنے کے لئے کئی اور تدابیر کرتا ہے۔

سفارت کار لوگ عموماً اپنا فالتو وقت دفتری اوقات کے بعد آپس میں خوش گپیوں میں گزارتے ہیں اور یا پھر کسی من پسند کیفے ٹیریا یا ہوٹل میں چائے کی میز پر منٹ گنتے ہیں۔ نئی دہلی میں کے جی بی کو ایسے لوگوں کی پہچان تک ذرا بھر دقت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہاں کالے اور گورے لوگوں میں اچھا خاصا فرق محسوس ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے سفارت کار لوگوں کے گروہ میں شامل ہونے اور ان میں سے اپنا من پسند شکار اپنے جال میں لانے کے لئے کے جی بی آفیسر کسی مقامی ایجنٹ کی وساطت سے رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

جب یہ عورت ان کے ہاتھے چڑھ جاتی ہے تب اسے نہ صرف سبز باغ دکھائے جاتے ہیں بلکہ قیمتی تحائف اور بعد ازاں انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ روس کی سیر اور شادی کا لالچ۔ آزاد زندگی اور عیش و عشرت دولت اور جائیداد کے چکر میں لاکر اسے ہم خیال بنالیا جاتا ہے۔ لیکن ایک بات جس کا کے جی بی KGB کو سب سے پہلے اور زیادہ خیال ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ کہیں راز نہ کھل جائے۔ لہٰذا راز کو راز میں رکھنے کے لئے اس عورت کو کسی غلط کام یا گناہ کا مرتکب کر کے کانا کر دیا جاتا ہے۔ تب وہ بلیک میل آسانی سے ہونے لگتی ہے اور ہر طرح سے کے جی بی کے چنگل میں پھنس چکی ہے۔ کے جی بی اور فریب ایک ہی بات ہے۔

W.R. Corson
R.T. Crowley

The New KGB Engine of USSR

بھریا کا دور (1938-53)

۲۸ جولائی ۱۹۳۸ء کی رات کو ٹیلیفون پر سٹالن نے ایل پی بھریا کو پیغام دیا کہ وہ ماسکو فوراً پہنچے۔ خلاف توقع بھریا امید بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا ہوگا اور نہ ہی سٹالن نے اسے بلانے کی وجہ بتائی۔ ٹفلس اور ماسکو کے درمیان تین دن کی لمبی مسافت کے دوران بھریا کے دل میں طرح طرح کے خیال آتے رہے۔ ذہن پر کافی بوجھ ڈالنے کے باوجود وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکا کہ اسے سٹالن نے کیوں بلایا ہے۔ سرکاری ملازم پارٹی کے کارکن اور قومی سلامتی کے ممبر یا کسی ملٹری آفیسر کو جب سٹالن کے پاس بلایا جاتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ اسے لبیانکا کے قید خانے میں لے جاکر گولی کا نشانہ بنایا جاتا۔ اور یا پھر غیر معینہ مدت کے لئے نظر بند کر کے جیل کی اتھاہ تاریکیوں میں ہمیشہ کے لئے دھکیل دیا جاتا ہے۔ اسی خوف کی وجہ سے سفر کے نظارے اور ان کی دلکشیاں بھریا کی پریشانی میں کمی نہ کر سکے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ روس میں سٹالن کی حکومت میں کوئی ملازم جب کبھی بلایا جاتا تو اس کی زندگی کے باقی رہنے کے مواقع غیر یقینی ہو جاتے۔ چاہے وہ ملازم سٹالن کے سامنے اپنی فرمانبرداری خدمت جذبہ حب الوطنی یا کمیونزم کے اپنے ایمان

ہیں۔ علاوہ ازیں روس نے ایرانی بلوچستان میں جو تخریب کاری کے تربیتی مراکز قائم کئے ہیں وہاں سے ہزاروں تخریب کار سرحد پار کر کے پاکستانی بلوچستان میں پھیل گئے۔ روس نے ایرانی بلوچستان میں دس سیار ریڈیو اسٹیشن قائم کئے ہیں۔ علاوہ ازیں روسی ماہرین کی زیر نگرانی میں کافی تعداد میں اسلحہ پاکستانی بلوچستان پہنچ چکا ہے۔ ادھر افغان کٹھ پتلی رہنما ڈاکٹر نجیب کی ہدایت پر سرحدی شہروں۔ دیر۔ تیراہ، سوات اور باجوڑ میں بھی تخریب کاری عروج پر پہنچ چکی ہے۔

جگت خان کی قیادت میں ایک فورس قائم کی گئی ہے۔ ادھر وزارت اقوام و قبائل افغانستان نے سرحد اور بلوچستان کے آزاد قبائل میں وسیع پیمانے پر کام شروع کر دیا ہے۔ گزشتہ دو ماہ سے دس ہزار خاندان جو کہ مری اور مہمند قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں، افغانستان چلے گئے ہیں۔ ان کے لئے ضلع جلال آباد اور ضلع قندھار میں تخریب کاری کے سکول قائم ہیں۔ جلال آباد میں تخریب کاری کی سرپرستی ہندوستان کی جاسوسی تنظیم کے سربراہ (سبھ سمنتھ) کر رہی ہے۔

صوبہ پنجاب میں ہندوستان کی جاسوسی تنظیم پوری طرح سرگرم ہے۔ اس سلسلے میں ہفت روزہ حرمت ۳ جنوری ۱۹۸۹ء میں لکھتے ہیں۔

لاہور سے جانے والے اس سرکاری ہینڈ آؤٹ کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ جس کے مطابق قانون نافذ کرنے والے اداروں نے بیر کی ملتہ کر چھاپہ مار کر بھاری مقدار میں سمگل شدہ سونا، چاندی اور جدید ترین ہتھیار برآمد کئے تھے۔ یہاں لاہور کے اس واقعہ کا ذکر اس لئے کیا

کا کتنا ہی یقین دلائیے۔ اس کی غلامی اس کے کسی کام نہ آتی بسٹالن کا خیال تھا۔ جرم چاہے کیسا بھی کیوں نہ ہو وہ بالآخر جرم ہے۔ کل کی سفارشات آج کی بچت کا باعث نہیں بن سکتیں۔

یکم اگست ۱۹۳۸ء کو بھریا کی گاڑی ماسکو میں تازان ریلوے اسٹیشن پر رکی۔ اس کے باڈی گارڈ اور وہ گاڑی سے جونہی اترے تو انہیں کوئی گڑبڑ نظر نہ آئی۔ اپنی پرائیویٹ گاڑی سے قریبی دوسرے پلیٹ فارم پر اتر کر اسے استقبال کرنے والوں میں ایک جانا پہچانا شخص نظر آیا جس کا نام بابب روف اور این کے وی ڈی (NKVD) کا کرنل تھا۔ کرنل کی ہدایت پر بھریا نے اپنی باڈی گارڈ کو الگ کر دیا اور ان سے دن کے آخری وقت میں سیلیکٹ ہوٹل میں ملنے کا حکم دیا۔ (Select Hotel) سیلیکٹ ہوٹل کو سرکاری ملازمین بہت پسند کرتے اور جب بھی ماسکو آتے اسی میں قیام کرتے جونہی ہوٹل میں پہنچے بھریا کے سامنے سٹالن کا سیکرٹری جنرل الیگزنڈر پلیش ہوا، اور اسے مبارکباد دی۔ دونوں نے ہاتھ ملائے اور کار میں سوار ہو گئے۔ کار ہوا سے باتیں کرنے لگی اور پورا سفر خاموشی سے گزرا۔ کریملن پہنچ کر جنرل نے سٹالن کو اپنی آمد کی اطلاع دی تھوڑی ہی دیر بعد اس کمرے کے ایک جانب سے گارڈ نظر آئی جس میں بھریا بیٹھا انتظار کر رہا تھا اور اس نے کہا کہ کامریڈ بھریا کو کامریڈ سٹالن بڑے اشتیاق سے ملنا چاہتا ہے۔ یہ ایک

حقیقت ہے۔

ملاقات پر سٹالن نے بھریا کی سہ روزہ سفری تکالیف کا احساس جتاتے ہوئے کہا کہ جارجیا اور ماسکو آب و ہوا میں بھی بڑا فرق ہے۔ جس سے کامریڈ بھریا کی صحت پر برا اثر پڑا ہوگا۔ اس پر خلوص پرتپاک خیر مقدم پر بھریا خوش ہوا۔ لیکن خدشات دل پہ ابھی تک نقش تھے۔ سٹالن نے خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد اپنا مدعا بیان کرتے ہوئے بولا۔ میں چاہتا ہوں آپ کرٹغلس کی اونچی پوسٹ سے لیبیانکا کے فرنٹ آفس میں جیل کا انچارج بنانا چاہتا ہوں اور آپ یژہوف کے ڈپٹی سیکرٹری ہوں گے جو کہ اس وقت NKVD این کے وی ڈی کا داخلی امور کا سربراہ ہے۔ بھریا کو اپنی اس نئی ملازمت کا آغاز اگلی صبح کرنا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وقت ملاقات اور گفتگو اپنے انجام کو پہنچا۔

اب بھریا کا سٹیٹ سکیورٹی سروس کا دورانیہ شروع ہوا تو اس محکمہ نے خوب ترقی کی۔ ڈر ہیز ہینکی کے وقت میں اس محکمے نے بڑی شدت کا سامنا کیا۔ اب لسے سٹالن کی قیادت میں سوویٹ حکومت نازک دور سے گزر کر سپر پاور کا روپ دھار چکی تھی۔ یہ ساری تبدیلیاں روس کے دشمن ممالک اور اتحادیوں کی پالیسیوں کی وجہ سے کرنا ناگزیر ہوگئیں تھیں نہ کہ سوویت حکومت نے کسی اپنے ترقیاتی منصوبے کو مدنظر رکھ کر یہ تبدیلیاں کی وجہ صرف یہ تھی کہ ماضی میں اس کے اتحادیوں نے اس کے ساتھ سوتیلا سلوک

روا رکھا اور اس کی اہم وجہ اس کو خواہ مخواہ بلیک میل کیا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے روس نے اپنے ان حفاظتی اداروں کو مضبوط سے مضبوط بنانے کی کوشش کی۔ ان اداروں نے روس کی سلامتی میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

بھریا (Beria) ایک منجھا ہوا بالشویک بیوروکریٹ۔ یژہوف کی سربراہی میں اس کے ڈپٹی کی حیثیت سے اپنی نئی ملازمت پر ایسا ثابت ہوا۔ گویا چٹان پر چٹان رکھ دی گئی۔ اس نے اپنی نئی ذمہ داریوں کو بڑی ذہانت اور ہمت سے نبھایا حالانکہ یہ ذمہ داریاں اس کے شایان شان نہ تھیں اور نہ ہی اس کے کام سے متعلقہ تھیں تاہم اس نے ایک سپاہی کی حیثیت سے اہم کردار ادا کیا۔ بھریا کا کردار سٹالن کی طرح پیچیدہ نہ تھا۔ اس نے یژہوف کو تین ماہ بعد ہی وائر ٹرانسپورٹ کا انچارج بنا دیا۔ یژہوف کی ترقی کا مطلب بھریا کے لئے ایک اشارہ تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ این کے وی ڈی (NKVD) کے ایسے افسران کی شناخت کرنا تھا جنہوں نے یژہوف کی حب الوطنی کو مشکوک بنانے کا کردار ادا کیا۔ بھریا کا اکیلا خونی تو نہ تھا۔ البتہ پھر بھی ایسی کانٹ چھانٹ کرنا تھا۔ جس سے ایسے لوگوں کا پتہ لگانا تھا جنہوں نے یژہوف کے خلاف سازش میں حصہ لیا۔ سٹالن نے ان اپنے احکامات اور اقدامات کا خود جائزہ لیا۔

سٹالن کے ارادوں سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بھریا کی

وساطت سے یژہ ہوف سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا۔ بھریا کو موقع ہاتھ لگ گیا۔ اس نے اس موقع کو غنیمت جانا اور خوش ہُوا۔ کیونکہ یژہ ہوف کے ہاتھوں بھریا کو کچھ عرصہ پہلے عمل تطہیر کے ذریعے ختم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ چنانچہ بھریا نے فوراً ہی مقدمہ تیار کرکے یژہ ہوف کے خلاف الزام لگایا کہ وہ ذہنی طور پہ بیمار ہے جس سے سٹالن نے اتفاق کیا۔ اب وہ لینن نکولائی کی طرح تند و ترش مزاج بن گیا۔ نکولائی نے کیروف کو قتل کرایا تھا۔ اسی طرح بھریا نے یژہ ہوف کو اس کی ملازمت سے برطرف کر دیا۔ اور فوراً ہی ایک ایمبولینس ڈال کر اسے رات کے اندھیرے میں ایک تنہا مقام پہ پہنچا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ایمبولینس سے دو خونخوار کمیونڈر برآمد ہوئے۔ انہوں نے اس کو ماسکو کے سیربسکی انسٹی ٹیوٹ کے ایک کمرے میں قید تنہائی میں ڈال دیا۔ یژہ ہوف سربسکی کی قید تنہائی میں زیادہ دیر تک نہ رہ سکا۔ اس نے اپنے کمر بند کو گلے میں ڈال کر خودکشی کر لی۔

این کے وی ڈی (NKVD) کا سربراہ بننے کے بعد بھریا نے یژہ ہوف اور اس کے ساتھیوں کے متعلق سوچنا شروع کیا۔ اور داخلی معاملات میں اپنی پوزیشن کو مضبوط بنانے کے طور طریقے اختیار کرکے خود کو ایک مضبوط سربراہ ثابت کرنے کی فکر کرنے لگا۔ اس نے این کے وی ڈی ہیڈ کوارٹر میں اپنی پوزیشن اور کمان مضبوط اور مربوط رکھنے کے لئے وہاں کے چند ایک اصولوں کو درست کیا۔ وہ لوگ جو وہاں پہلے سے مامور تھے ان کو گمان تھا کہ سٹالن سے

ساتھ ان کی وفاداریاں بھریا کو اپنا وفادار سمجھنے پر مجبور کر دیں گی۔
این کے وی ڈی میں جان کی حفاظت کے لئے اس بات کو اصولی طور پر سب نے اپنا رکھا تھا کہ ہر شخص خود کو سٹالن کا بہی خواہ اور فرمانبردار ثابت کرے اور ہر وقت سٹالن کے گن گاتا پھرے۔ چاہے اس صورت میں کتنا ہی وقت درکار ہو۔ ڈزرہنسکی کی وفات کے بعد تو کرشاہی ان حفاظتی بازوؤں کی زندگی کا حصہ بن کر رہ گئی۔ یژہوف۔ یوگدا یا مینھزنسکی میں سے کوئی بھی سٹالن کے اس من موجی اصولوں کے بدلنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اب بھریا کا دور شروع ہوا۔

کئی ایک واضح وجوہات کی بنا کر بھریا سٹالن کے طیش سے اپنے پیش روؤں کی نسبت بڑی حد تک محفوظ رہا۔ اور اس کے من موجی اصولوں اور قوانین سے بچنے میں کامیاب رہا۔ بھریا نے خود سٹالن کی نظروں میں ایک ہیرو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اسٹالن کے طیش کا نشانہ بننے سے بچ گیا۔ اس کی بالخصوص یہ کوشش اسٹالن کی نظر میں اسے بڑا محبوب بنانے میں مددگار ثابت ہوئی کہ بھریا ہمیشہ سے بالشویک کی تاریخ لکھتا رہا اور سٹالن کو اپنے ہم عصر لینن سے بہتر ثابت کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس کوشش کی بنا پر بھریا اسٹالن سے اپنی زندگی بچا سکا اور اپنے اختیارات میں وسعت حاصل کر سکا۔ اس نے سٹالن کو اس حد تک آسمان پہ پہنچا دیا۔ اور اسٹالن کی تعریف میں اس قدر مبالغے سے

کام لیا کہ سٹالن کو بھی یہ گمان گزرنے لگا کہ سوویت یونین کی تمام تر ترقی اور قوت کو مضبوط بنانے میں سٹالن کی کوششوں کے علاوہ کسی کو دخل نہیں۔ لیکن جب کبھی کسی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا تو وہ اسے تاریخ میں نہ لکھتا۔ نیز سٹالن سے تجویز کردہ ہر سزا کو قبول کرنے کے لئے بھریا ہر وقت تیار رہتا۔ ہر سوسائٹی میں ہمیشہ اس بات کو اہمیت حاصل ہے کہ تاریخ خود کو دہراتی ہے۔ بھریا کے دور میں اس طریقہ کار بڑا اونچا مقام حاصل ہوا۔ تاہم آئے دن کی مسلسل تبدیلیوں سے سوویت یونین کی پیداواری صلاحیت بڑی بری طرح متاثر ہوئی جس میں صنعت کا بڑا حصہ تھا۔

جب بھریا سٹالن کی چاپلوسی میں پوری طرح کامیاب ہو کر اس کو اپنے اعتماد میں لے آیا۔ تب اس نے دل میں سوچا کہ اس کی چاپلوسی ہی سٹالن کی ہمیشہ ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں۔ چنانچہ خود کو مزید محفوظ کرنے کے لئے اس نے اپنے ذرائع سے خود کو لیس کرنا شروع کر دیا۔ نیز NKVD این کے وی ڈی کو مزید مستحکم کیا۔ کیونکہ اس نے تطہیر سے بھی بڑھ کر زیادہ کام کرنا تھا۔ اس نے داخلی حفاظت کو اس قدر وسعت دی کہ جو محکمہ حکومت اور سٹالن کے لئے تلوار اور ڈھال کا کام کرتا تھا۔ اب وہی محکمہ سٹالن کے لئے موت کا سامان مہیا کرنے لگا۔ گویا حکومت ایک طرف اور پارٹی میں صرف سٹالن رہ گیا۔ سٹالن پر دنیا اس قدر تنگ ہو گئی کہ اس کا چلنا پھرنا محدود ہو گیا۔ بھریا نے یہ سارا کھیل متوقع جنگ کے ڈر کا ڈھونگ رچا کر کھیلا۔

جو سوویت یونین پر مسلط ہونے والی تھی۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۱ء تک کے عرصہ کے دوران اس نے یہ سارا کھیل مکمل کر لیا۔ این کے وی ڈی کو اس قدر مضبوط اور وسیع کیا کہ وہ کسی وقت بھی کسی خطرے یا جنگ کا سامنا کر سکے۔ نیز اس کے افسران کو ہوا بنا کر دنیا کے سامنے لا کھڑا کیا۔ اسے کامل یقین تھا کہ دوران جنگ اس کے کارکن سوویت یونین کے لئے جاسوسی مہمات خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکیں گے۔

اس سلسلے میں اس نے جرمنی اور جاپان کو اپنا حریف بنا کر پیش کیا اور سوویت یونین کے دشمن اول قرار دیا۔ مشرق بعید میں منچوکاؤ کی سرحد پر اکثر جھڑپیں ہوتی رہتیں۔ ادھر مغرب میں بھی یہ سلسلہ جاری تھا کیونکہ آسٹریا اور زیکوسلاویکیہ پہلے ہی نازی کیمپ میں جا چکے تھے۔

روس نے جرمنی کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ۲۴ اگست ۱۹۳۹ء کو کیا جس سے جرمن کی طرف سے حملے کا خدشہ دس سال کے ٹل گیا۔ ادھر روس نے مغربی طاقتوں کے ساتھ سفارتی تعلقات بحال کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ ادھر بھر یا اپنے بیرون ملک سفارتخانوں میں اپنی خفیہ تنظیموں کو پھیلانے میں مشغول ہوا۔ تجارتی وفود کی صورت میں اس نے اپنے بے شمار جاسوس یورپ اور امریکہ کے روسی سفارت خانوں میں متعین کر دیئے۔ اس طرح روسی خفیہ جال پوری یورپی اور امریکی بستیوں میں پھیلا دیا۔ حالانکہ روس کے لئے یہ کوئی نیا کام نہ تھا۔

لیکن اب اس کی خفیہ سرگرمیوں کو سفارتی تحفظ فراہم ہو گیا اور اس طرح بھریا کا جال باحفاظت دنیا میں پھیل گیا۔ ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۱ء کے تخمینے کے مطابق این کے وی ڈی (NKVD) کا تقریباً ۱۲۰ افسران اٹلی۔ فرانس۔ بلجیئم۔ جرمنی۔ پرتگال۔ سپین اور نیدرلینڈ میں متعین کئے جا چکے تھے۔ ادھر کیمونسٹ پارٹیاں جو پہلے سے ان ممالک میں جاسوسی جال پھیلائے ہوئے تھیں۔ انہوں نے بھی اپنے تمام خفیہ اڈے اور باصلاحیت کارکن بھریا کے حوالے کر دیئے۔ ہٹلر کے اقدام گو بھدے اور دلیرانہ تھے۔ تاہم جرمن پر با اعتماد خفیہ نگرانی کو اولین اہمیت قرار دیا گیا۔ ادھر مشرق میں جاپان تھا۔

باصلاحیت کارکن اور افرادی قوت کی ضرورت پوری کرنے اور غیر یقینی حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے بھریا نے ۱۹۳۸ء میں ماسکو سے چالیس میل دور مشرق میں ایک سکول قائم کیا۔ جہاں جاسوسی تربیت دی جانے لگی۔ اس سکول سے تربیت یافتہ لڑکوں کو باصلاحیت تجربہ کار افسران کے حوالے کر دیا جاتا جو عملی طور پر ان سے کام لیتے۔ ان میں کچھ لوگ تخریب کار۔ کچھ قاتل اور کچھ دیگر جاسوسی کاموں کے لئے تیار کئے جاتے۔ جنہوں نے بعد میں پوری دنیا میں تھلکا مچا دیا اور روئے زمین پر حراست پھیلا دی۔ اور ہر ملک میں روس کے جاسوسی ایجنٹ پھیل گئے جو ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھتے تھے۔ یہاں تک فنکار۔ ڈرامہ اور سٹیج پہ کام کرنے اور گانے بجانے والے۔ فلمی ایکٹر۔ سائنس دان۔ صحافی اور تاجر پیشہ

وغیرہ وغیرہ - جو بیرون ممالک خفیہ مہمات پر معیار پہ پورے اتر سکیں

اس جبری بھرتی پہ کنٹرول رکھنے کے لئے بھریا نے کونسی تدابیر اختیار کیں - اس کے لئے اس نے اپنی مرضی کے آدمی منتخب کئے - بائی گورلو میں ٹریننگ بڑے وسیع پیمانے پہ اور باقاعدہ طریقے سے شروع ہو گئی - حالانکہ بظاہر جنگ کے نشانات نظر نہیں آرہے تھے - تاہم اس نے عوام اور طلباء کو ہمیشہ جنگ کی حالت میں رہنے کے لئے جسمانی اور ذہنی طور پہ تیار کر لیا اور اس بات پہ پکا کر لیا - بلکہ ہر شخص کو یقین کروا دیا کہ سوویت یونین ہر وقت میدانِ جنگ میں ہے - گویا پورے ملک اور قوم کو میدانِ جنگ میں لا کھڑا کیا - اس ذہنی صفائی (Brain Wash) نے پوری کمیونسٹ قوم کو نہ صرف روایتی بلکہ نظریاتی طور پہ بھی سرمایہ دارانہ نظام کے سامنے لا کھڑا کیا اور روس کو مغربی ممالک کے خلاف کبھی نہ ختم ہونے والی جنگ میں جھونک دیا - کیونکہ انہیں یہ باور کروا دیا گیا تھا کہ موجودہ اتحادی عارضی طور پہ روس کے ساتھ ہیں اور روس نے مجبوراً خاص وجوہ کی بناء پہ ان سے عارضی الحاق کر رکھا ہے - چنانچہ اس نے (بھریا) نے جاسوسی مشن تیار کئے جن میں تباہ کار تخریب کار اور دیگر اقسام کے لوگ جو ہٹلر کو شکست دینے کے لئے موزوں تھے -

"Know Thy Enemy" "اپنے دشمن کو پہچانو" اس مقولے کے تحت "بائی گورلو" میں نوآزمودہ کار لوگوں کو لاتعداد شمار میں

جاسوسی تربیت۔ مختلف زبانیں۔ مختلف ممالک رہن سہن کے طور طریقے سکھائے جانے لگے بلکہ اس ملک کی خوراک سے واقفیت اور ان کے استعمال کی مشق کرائی جانے لگی تاکہ بعد میں وہاں جاکر کسی جاسوس کو کوئی پریشانی یا تکلیف نہ ہو اور وہ کسی بھی ملک کے ماحول میں گھل مل جائیں۔

طلباء کو مختلف ممالک کی زبانوں کے ساتھ ساتھ وہاں کے لوگوں کا طریقۂ گفتگو آنکھوں اور جسم کے اشارے اور حرکات سے روشناس کرایا جاتا اور ان پر مشق کرائی جاتی۔ کام مشکل تھا۔ لیکن پھر بھی اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے مقامی فلمی ایکٹروں اور ڈرامہ آرٹسٹوں کی خدمات حاصل کرلی گئیں۔ جنہوں نے اپنے تجربے کی بنا پر طلباء کو کافی حد تک ایسی تربیت دی۔ اور کامیابی حاصل کی۔

غیر قانونی کارروائیاں کرنے کی تربیت حاصل کرنے والے طلباء کو کچھ زیادہ پریشانی کا سامنا نہ تھا۔ انہیں صرف اتنا ضروری تھا کیونکہ انہوں نے امریکہ کینیڈا میں کام کرنا تھا۔ اسی لئے انہیں محض ان کا روپ دھارنا تھا تاکہ بآسانی پہچان میں نہ آسکیں۔ اور امریکہ اور کینیڈا کی سوسائٹی میں گھل مل جانے کے لئے ان کو آسانی رہے۔ اور وہاں جاکر وہ امریکہ کی کسی یونیورسٹی سے میٹرک پاس کرکے ملٹری میں شامل ہوتے۔ یا کسی سائنسی ادارے میں ریسرچ کا کام کرنے کے لئے جسمانی ساخت اور صحت تعلیم

جا رہا ہے تاکہ معلوم کر سکیں کہ پنجاب میں را - RAW کے ایجنٹ کس حد تک سرگرم عمل ہیں۔ اس واقعہ سے بھارتی ایجنٹوں کا گہرا تعلق تھا۔ سرکاری ہینڈ آؤٹ میں گو اس ملک کا نام نہیں لیا گیا۔ جہاں سے سونا، چاندی اور گولہ بارود کی بھاری تعداد سمگل کر کے لائی گئی تھی لیکن یہ ملک بھارت ہی تھا۔ یہ اسلحہ بھارت سے سمگل کیا گیا تھا اور اس کا مقصد سندھ میں ناکامی کے بعد پنجاب میں تخریب کاری کا وسیع سلسلہ شروع کرنا تھا۔

تخریب کاری میں ملوث رونڈر ٹھاکر اور کرشن کمار گپتا ہندوستان کی جاسوسی تنظیم RAW کے ایجنٹ تھے۔

پاکستانی بلوچستان میں ایرانی بلوچستان اور دوسرے راستوں سے داخل ہونے والے ایران کی تودہ کمیونسٹ پارٹی سے تعلق رکھنے والے کے جی بی کے ایجنٹ ہزاروں کی تعداد میں داخل ہو چکے ہیں۔ روس نے تودہ پارٹی سے تعلق رکھنے والے بیشتر ارکان کو تخریب کاری کی تربیت دے کر پاکستان بھیجے ہیں۔ ان کی تربیت کے بارے میں بکف کی کتاب The OGPU. Soviet Secret Service.

قابلِ ذکر ہے۔ روس نے تودہ پارٹی سے تعلق رکھنے والے ایجنٹوں کو منظم تربیت دے کر پاکستان روانہ کئے ہیں۔ علاوہ ازیں اسرائیل نے بہائی فرقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو جن کی زیادہ تعداد اس وقت پاکستان میں ہے تربیت دے کر پاکستان بھیجے ہیں۔

آخر میں یہ بات کہ جب بھی کوئی دھماکہ صوبہ سرحد یا پنجاب میں

اور بظاہر ہر طرح سے یہی ظاہر ہو کہ وہ امریکہ یا کینیڈا کا باشندہ ہے اور وہاں کسی کمرشل ادارے میں یا سرکاری دفتر میں کام تلاش کرے. بالخصوص ایسے اداروں میں جہاں سے سوویت یونین کے لئے مفید معلوماتی مواد حاصل ہو سکے۔

بھریا نے یہ سارا کام اپنے ذاتی اور ملکی خفیہ تنظیم کے تجربے کی بناء پر کیا۔ اور جو کچھ کمزوریاں اور خطرات پیش آسکتے تھے۔ ان پر اچھی طرح قابو پا لیا گیا۔ اور اس طرح ان کے وی ڈی کو پوری دنیا میں ڈرامائی انداز سے بکھیر دیا کہ پوری دنیا کا نقش بدل کر رکھ دیا۔

غیر قانونی تخریب کار زیادہ تر کمیونسٹ لوگ بھرتی کئے گئے۔ جو زیادہ تر روسی باشندے تھے۔ اس کے علاوہ ان میں ایسے قیدی شامل کئے گئے تھے جو دوسری جنگ عظیم میں روس کے ہاتھ لگے تھے۔ ان لوگوں میں زیادہ تر آسٹریا ہنگری اور جرمن سپاہی شامل تھے۔ جنہوں نے پاؤ (POW) کیمپ میں خود کو بالشویک کا فرمانبردار رہنے کا حلف اٹھایا تھا اور یہ لوگ اپنے گذشتہ تجربے کی بناء پر بڑے کامیاب ثابت ہوئے۔ یہ سارا قافلہ ڈزرینسکی کی سربراہی میں دے دیا گیا۔ کیونکہ وہ جنگ سے پہلے عرصے کے دوران ان لوگوں کی کمزوریوں سے بخوبی واقف تھا۔ اسی لئے اس نے دوسرے غیر ملکی لوگ غیر قانونی کارروائی دستوں میں بھرتی نہ کئے کیونکہ وہ غیر ملکی ایجنٹوں کو اس طرح الّو نہیں بنا سکتا تھا۔ جس طرح ان قیدیوں کو باآسانی بنا سکتا تھا۔ نیز ان سے کام نکالنے کے بعد وہ ان کو باآسانی الگ کر سکتا تھا۔

اور نہ ہی ان لوگوں پر اتنا خرچ آتا۔

ادھر سٹالن انگریزوں کو ایجنٹ بنانے سے کتراتا تھا۔ کیونکہ اسے کامل یقین تھا کہ جو لوگ مارکسزم پر یقین نہیں رکھتے اچھے جاسوس ثابت نہیں ہو سکتے بلکہ نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ اس معاملے میں اس نے اندری گورمیکو کی رائے کو بھی غیر وزنی قرار دے کر رد کر دیا۔ کیونکہ سٹالن اس سے پیشتر تلخ تجربے سے دو چار ہو چکا تھا۔

سٹالن کی طرح بیریا بھی غیر ملکی جاسوسوں اور غیر قانونی کارروائیاں کرنے والے ایجنٹوں کو تربیت دینا پسند نہیں کرتا تھا۔

بائی کوفو (Bykovo) کے سکول میں امریکی ثقافت اور تہذیب و تمدن کی تعلیم کے لئے باقاعدہ ایک سیکشن بنایا گیا تھا۔ ۱۹۳۰ء کے اوائل میں اس تدریسی کورس میں محض امریکی ریڈیو کو لگاتار سننے کی مشق کرائی جاتی تھی اور اس میں کسی کہانی کے مفہوم یا معنی سمجھنے کی ضرورت نہ تھی۔ ہاں البتہ کرکٹ یا دیگر کھیلوں کے مشہور کھلاڑیوں کے ریکارڈ جمع کرنے کا مشغلہ سکھایا جاتا اور یہ کہ کونسی ٹیم کہاں کھیلی اور اس کی سکور ایوریج کیا تھی۔ کیونکہ اس ادارے کو اس بات کی اہمیت کا اندازہ تھا۔

طالب علم لڑکوں کو اس شہر کے متعلق اچھی طرح واقف کروایا جاتا تھا جہاں انہیں جا کر کام کرنا ہوتا یا ان کے وہاں مامور کئے جانے کی امید ہوتی۔ اس شہر کی فلمیں دکھائی جاتیں تاکہ لوگوں کے رہن سہن اور طور طریقوں سے بخوبی واقفیت ہو سکے۔ نیز فٹ بال۔

والی بال اور سکیٹنگ کی مشق کرائی جاتی تاکہ چینگاگ میں وہ خود کو اجنبی ظاہر نہ ہونے دیں۔

امریکہ اور کینیڈا کے شہریوں کے متعلق بڑے انہماک سے روشناس کرایا جاتا اور وہاں کی تہذیب و ثقافت سے مکمل طور پر واقف ہونا بڑا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ مجبریا اچھی طرح سمجھتا تھا۔ کہ اس کے بغیر وہاں جاسوسی کا کام انتہائی مشکل ہوگا۔ اس کے علاوہ جاسوس طلباء کو یہ بھی ذہن نشین کرایا جاتا کہ انہیں وہاں مخالفتوں اور الجھنوں سے دوچار ہونا پڑے گا تاہم جذبۂ قربانی کے سامنے یہ سب ہیچ ہے۔

اس دوران امریکہ اور کینیڈا کی سیکورٹی سروس بائی کوفو سے فارغ التحصیل گریجویٹ سے بہت کم تر تھی۔ بڑھتی ہوئی آبادی نے دوسری جنگِ عظیم کو آواز دی۔ لوگوں کو خدشات نے گھیر لیا۔ اور اپنی جانیں بچانے کے لئے ترکیبیں سوچنے لگے۔ اور کاروبار ہلکے پھلکے انداز میں کرنے لگے۔ نوجوان طبقہ اس کالج میں داخل ہونا شروع ہوگیا۔ اور دیگر اہل خاندان فیکٹریوں اور کارخانوں میں ملازم ہوکر خود کو محفوظ کرنے لگے۔ تاکہ جنگ کے دوران اثرات مہنگائی اور تباہ کاری کا سامنا کر سکیں۔

بائی کوفو کے فارغ التحصیل طلباء کو جعلی سرٹیفیکیٹوں اور سندات مہیا کر دی گئیں اور جعلی سفارشی خطوط کی وجہ سے انہیں یورپی ممالک کی یونیورسٹیوں، دفتروں اور دیگر اداروں میں کام مل گیا۔ حتیٰ کہ امریکی

ملٹری میں کمیشن مل گیا۔ فرضی کہانیوں اور فرضی تجرباتی سرٹیفکیٹوں کی وجہ ان کی جعل سازی پردے میں رہی۔ اب وہ لوگ امریکن ملٹری کے محکمہ سگنل یا انٹیلی جنس میں بھرتی ہو گئے اور بعض گولہ بارود اسلحہ کے کارخانوں میں مل گیا جس کی وجہ سے روس کو امریکہ کی تمام تر صنعتی اور فوجی صنعت کے بارے میں دستاویزات میسر آئیں اور روس دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی نہ صرف صفِ اول میں کھڑا ہو گیا بلکہ ایک سپر پاور بن کر ابھرا۔

اگرچہ بائی کو فو "........" ایک لمبی مدت اور بھارت اخراجات کا ادارہ تھا۔ تاہم عالمی جنگ دوم میں بہت موثر اور فائدہ مند ثابت ہوا۔ اور امریکہ سے خلاف توقع ہر قسم کی اطلاعات اور دستاویزات خفیہ طور پر مہیا ہو گئیں۔ یہ بھریا کی خوش قسمتی تھی کہ اسے سیاسی دوست اچھے مل گئے۔

بھریا کے بقول اس کے سیاسی ساتھی اس وقت بڑی کامیابی سے اس امتحان میں سے گذرے جب ۱۹۳۹ء ۲۳ اگست کو جرمن اور سوویت یونین کے درمیان جنگ نہ کرنے کا معاہدہ (معاہدہ امن) طے پایا۔ اس معاہدہ کے لئے ابتدائی مذاکرات اندرونی اور بیرونی سطح پر این کے وی ڈی (NKVD) نے کئے۔ ان مذاکرات پر بڑی تفصیلی بحث ہوئی۔ بھریا اور سٹالن نے اندازہ لگایا کہ چند ماہ بعد ہی انہیں ہٹلر کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۱۹۳۸ء میں سٹالن کی احمقانہ عمل تطہیر سے بہت سے

تجربہ کار جنرل اور کرنل صفحہ ہستی سے مٹ چکے تھے۔ اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے دن رات فکر ہونے لگی۔ ادھر ہٹلر کی دھمکی نیند میں چرا کر لے گئی۔ تاہم گروہ (LUCY) نے مشورہ دیا کہ چند ایک لوگ ایسے ہیں کہ اگر انہیں اپنی ملازمتوں پر پھر سے بحال کر دیا جائے تو وہ تھوڑے سے ہی عرصہ میں ایسے لوگ تیار کر سکیں گے جو سوویت یونین کو آمدہ طوفان سے بچا سکیں۔ ادھر جاپانیوں کی تیاریوں کے متعلق "سورج" نے سوویت یونین کو مکمل طور پر باخبر رکھے ہوئے تھا۔ اس کی اطلاع کے مطابق ہٹلر کی مکمل تیاری سے پہلے جاپان روس پر کبھی حملہ نہیں کریں گے۔

ادھر انگلینڈ سے آمدہ اطلاعات بھی بھریا کے لئے مایوس کن تھیں۔ شاید چلبی۔ برجیس۔ میکلین اور سائٹ آل کو نظریاتی رجحان اور تعصب کی بناء پر اپنے ہی ملک کے باشندوں کے متعلق غلط فہمی ہو گئی تھی۔ یا شاید یہ لوگ چرچل کے وعظ و نصیحت کے زیر اثر آ چکے تھے۔ جو فاشزم اور ظلم و تشدد کے درمیان ذرا بھر فرق نہیں سمجھتے تھے۔ چرچل نے اس جنگ کو برطانیہ کے آزاد مرد اور عورتوں کے لئے نخواہ ہٹلر کی طرف سے مسلط کردہ ظاہر کیا۔ یہی وجہ ہے۔ سٹالن گراں لوگوں نے صحیح اطلاعات فراہم نہ کی تھیں جس کی وجہ سے وہ انگریزوں سے بدظن ہو چکا تھا اور بھریا چرچل کے ساتھ کوئی تعاون کرنے پر رضامند نہ تھا۔

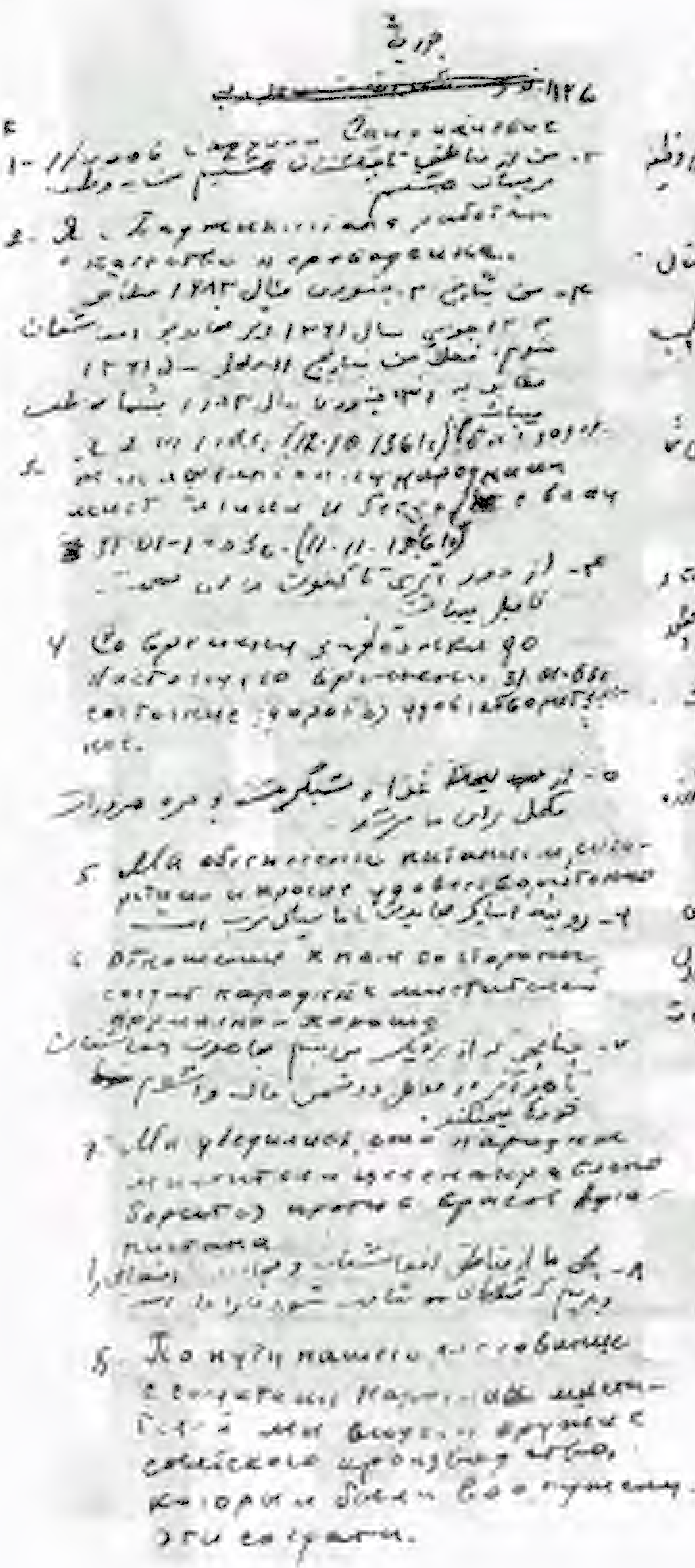
سیاسی حالات اس قدر بدل چکے تھے کہ امریکہ روس کے ساتھ تعاون کرنے پر رضامند نہ تھا۔

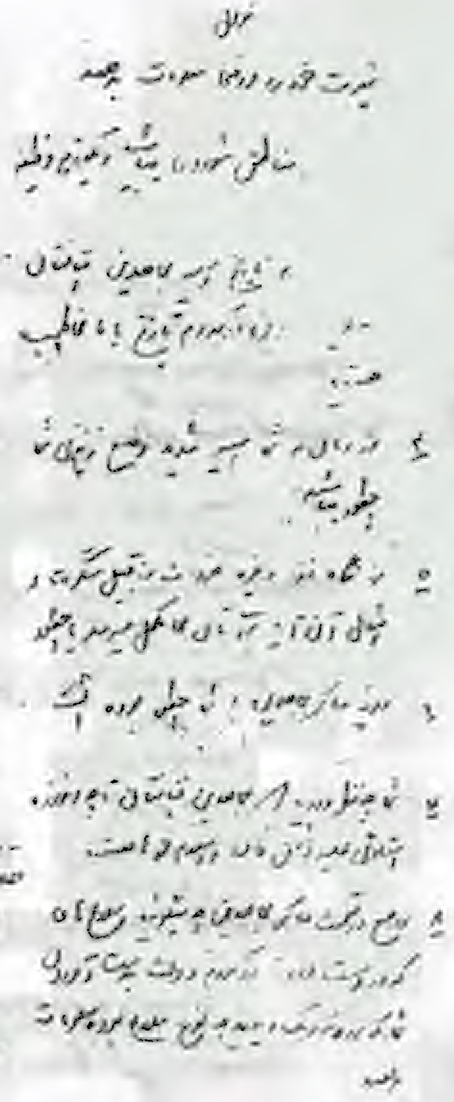
سیاسی حالات اس قدر بدل چکے تھے کہ امریکہ روس کے ساتھ تعاون کرنے میں لیت لعل سے کام لینے لگا۔ یورپی ممالک اپنا امن وسکون چھن جانے کی فکر میں تھے۔ ہر کوئی جنگ سے خائف تھا۔ لہٰذا میدان جنگ میں اب روس کے تنہا رہ جانے کے امکانات موجود تھے۔ ادھر جاپان اور ہٹلر کی جنگی تیاریوں نے بھر یا کو بے چین کر دیا۔ ہٹلر کی بڑھتی ہوئی فوجی قوت کو پروپیگنڈہ۔ تخریب کاری، اور دھوکا بازی سے روکا نہ جا سکتا تھا۔ بھریا ستمبر ۱۹۳۹ء میں ہٹلر کے پولینڈ پر حملے اور ۱۹۴۱ء میں روس پہ چڑھائی کو دیکھ چکا تھا اور تلخ تجربات میں سے گزر چکا تھا۔

تاہم ہٹلر نے روس پر ۷ اگست ۱۹۴۱ء کی بجائے جب ۲۲ جون کو حملہ کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ اس کی شدید غلطی تھی۔ وہ جنگ کو نفسیاتی طریقے سے جیتنے کی فکر میں تھا مگر روس کو اس عرصے میں کافی سنبھالا مل گیا۔ ہٹلر کی شکست کا باعث بننے والی تین غلطیوں میں سے ایک غلط فیصلہ تھا۔ دوسری غلطی اس نے یہ کی کہ اس نے روس کے خلاف ان لوگوں کو مسلح کرنے سے انکار کر دیا جو روس کے خلاف تھے اور استونیا۔ لطفیہ۔ لیتھونیا اور یوکرین میں مقیم ہوتے ہوئے ہٹلر کے لئے کافی مددگار ثابت ہو سکتے تھے۔ تیسری غلطی ہٹلر نے یہ کی کہ اس نے امریکہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یہ اس کے لئے باعث ہلاکت اور یہ فیصلہ فیصلہ کن ثابت ہوا۔ جس سے شکست سے اسے دوچار ہونا پڑا۔ ادھر روس نے جنگ کی

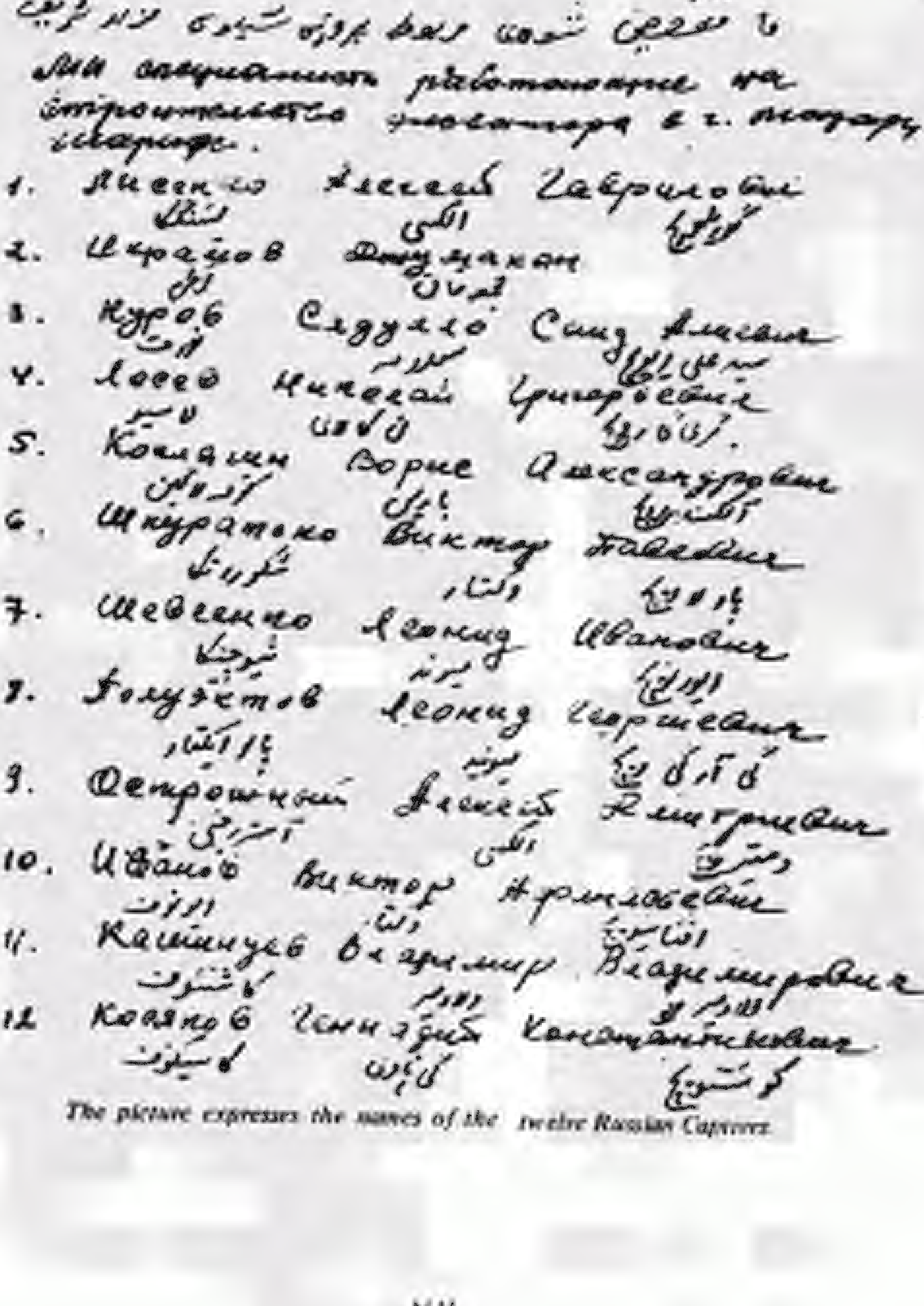
بنیاد حب الوطنی پہ رکھ کر اپنے لوگوں کو ذہنی طور پہ جنگ کے لئے تیار کیا،
جنہوں نے ہر محاذ پہ قربانیاں دیں اور جنگ جیت لی۔







The interrogation sheets, translated into Persian, have been written (in Russian) and signed by the captives themselves.


Лиц специалистов работающих на строительстве элеватора в г. Мазари-Шарифе.

1. Лысенко Алексей Гаврилович
2. Ибрагимов Джумахан
3. Куров Сайдулло Саид Алихан
4. Лосев Николай Григорьевич
5. Коляден Борис Александрович
6. Шкуратенко Виктор Павлович
7. Шевченко Леонид Иванович
8. Голубятов Леонид Георгиевич
9. Островский Алексей Дмитриевич
10. Иванов Виктор Архипович
11. Каширцев Владимир Владимирович
12. Козлов Геннадий Константинович

The picture expresses the names of the twelve Russian Captives.


9. По пути нашего следования иностранных солдат мы не встречали. В этом мы уверены.

10. Ответы на выше перечисленные вопросы мы дали без применения какого-либо пытания, отвечали добровольно.

The interrogation [s]heet of the twelve Russian captives clearly [...] Russian atrocities on Muja[h]een's [...] made

ہوتا ہے تو حکومت پر عوام کی طرف سے زور دیا جاتا ہے کہ مہاجرین کو کیمپوں تک محدود کر لیا جائے۔ اول تو مہاجرین کا دھماکوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ پولیس کے کچھ اہلکاروں کی طرف سے مہاجرین کے ساتھ ناروا رویہ کیا جا رہا ہے۔ تیسری بات یہ کہ اگر کسی مہاجر کو دھماکہ کرتے ہی گرفتار کیا گیا ہے تو پھر الزام لگانے والے حق بجانب ہیں۔ ورنہ افغان مسلمان عوام کو بدنام کرنے کا مقصد ہی کیا ہے۔ افغان نمک حرام نہیں اور روس کے خلاف افغانوں کی کامیابی پاکستان کے استحکام اور سالمیت سے وابستہ ہے۔

حکومت روس، ہندوستان اور افغان کٹھ پتلی انتظامیہ نے KHAD - RAW - KGB کی سرگرمی میں ضلع جلال آباد میں تخریب کاری کے دو سکول قائم کئے ہیں جس میں پاکستان کے سرحدی قبائل (مہمند۔ باجوڑ۔ آفریدی) کے نوجوانوں کو تخریب کاری اور نہایت جدید جنگی وسائل کی تربیت دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں پارہ چنار اور سیاچین گلیشئر کے آس پاس رہنے والی قوموں اور قبیلوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو بھی ان سکولوں میں شامل تربیت کیا ہیں۔ پارہ چنار اور اس کے گرد و نواح میں کے جی بی۔ را۔ اور خاد وسیع پیمانہ پر اسلحہ تقسیم کر رہا ہے۔ نیز اپنے ہزاروں جاسوسوں کو وہاں متعین کیا ہے تاکہ ایک طرف فرقہ وارانہ فسادات برپا کریں اور دوسری طرف مقامی لوگوں کو افغان مجاہدین اور مہاجرین کے خلاف لڑائیں۔ پارہ چنار میں










شیطان سرخ



2 THE FATE OF THE ATHEIST

The apprehensive communist soldier* has a noose around his neck, and is surrounded by red flames.



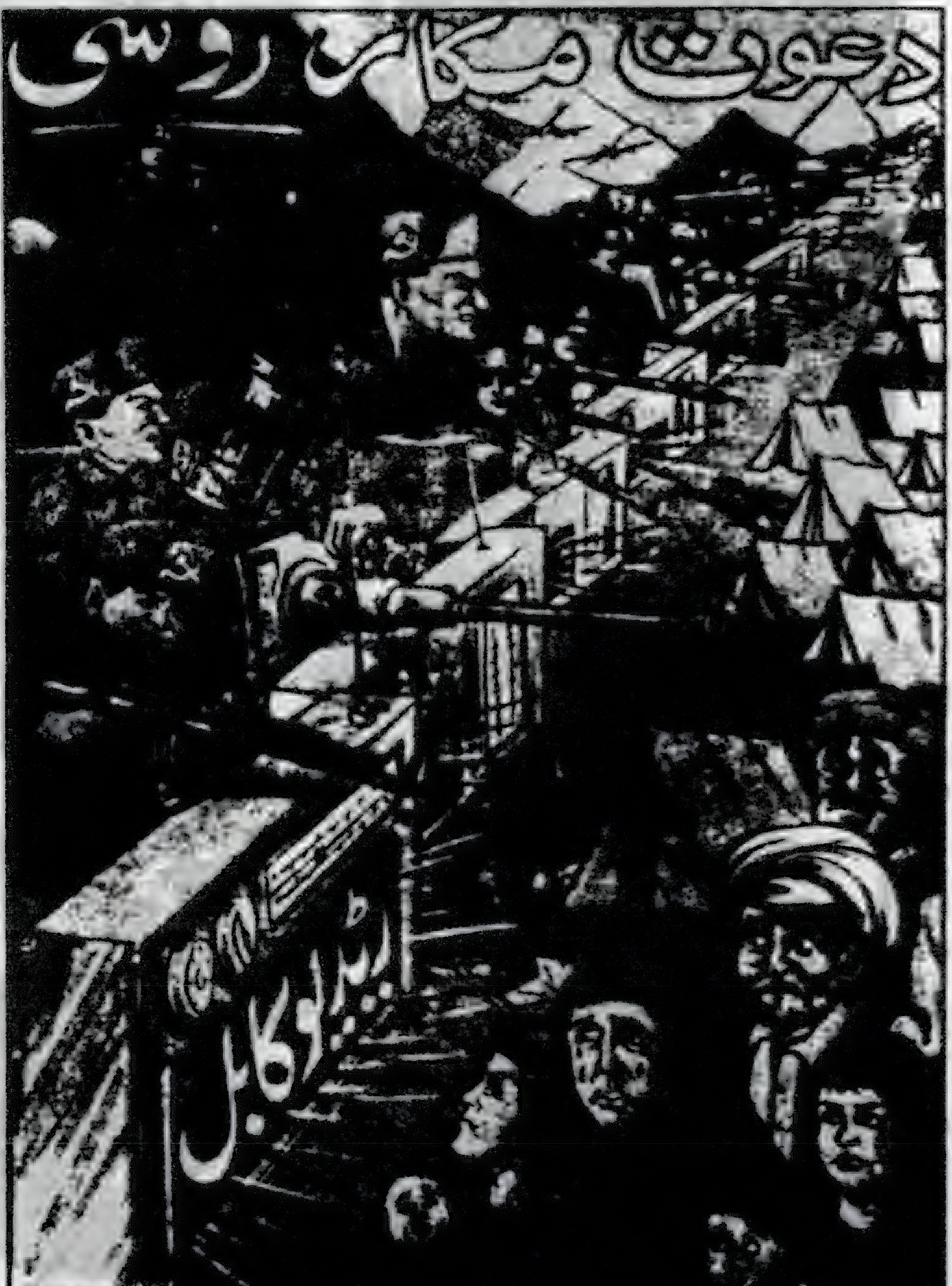
1 THEY HAVE SOLD THE COUNTRY - AND HOW CHEAPLY!

At the foot of the throne of Emperor Brezhnev kneels Babrak Karmal, wearing a suit and offering a gift of the Wakhan to the Soviets. He is shown being rewarded with a paternal pat on the head by the Soviet leader, whose other hand rests on a skull



5 NIGHTS OF KHAD (AFGHAN SECRET POLICE)

This patriotic poster is rich in symbolism. The Afghan maiden represents the outraged innocence of the nation at the hands of the Afghan torturers in the interrogation centres of KHAD. In the foreground, licking his lips, reclines Brezhnev, drinking wine – or is it blood? – one arm resting on a skull.



10 THE SLY INVITATION OF THE RUSSIANS

The Afghan frontier is conceived here as forming battlements composed of Radio Kabul wireless sets, with aggressive soldiers aiming Kalashnikovs and heavy guns across at pitiful refugees. Around their tents, stretching far into the distance lie the bodies of murdered Afghans. One soldier leans over the battlements, inviting the Afghan refugees to return – a reference to the 'Amnesties' declared by Radio Kabul.



11 BRIDGE ACROSS THE AMU DARYA (OXUS)

Bahrak himself is the bridge across which climb (painfully) the Soviet tanks, from the USSR into Afghanistan. One tank falls from this rickety human bridge into the ... of the Amu Darya.

موجودہ جنگ کے جی بی ۔ را ۔ اور خاد کی کارکردگی کا نتیجہ ہے ۔ سیاچین گلیشئر میں روس ۔ ہندوستان اور کیوبا کے ماہرین کے علاوہ ان ملکوں کے جاسوسی ادارے بھی سرگرم عمل ہیں ۔ مقامی لوگوں میں پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے ۔ واخان کے آٹھ ہوائی اڈوں میں متعین کے جی بی کے ایجنٹ اور جاسوس نہایت پیچیدہ راستوں سے سیاچین گلیشئر آ جاتے ہیں اور وہاں را ۔ RAW کے افسروں سے مل کر پاکستان کے خلاف منصوبے بنا رہے ہیں ۔ سندھ کو پاکستان سے علیحدہ کرنے کے لئے ہندوستان اور روس کروڑوں روپے خرچ کر رہا ہے ۔ سندھی نوجوانوں کے لئے ہندوستان میں تخریب کاری کے دو سکول قائم ہیں ۔ جن کا ذکر میں نے پچھلے سال اپنی کتاب (بین الاقوامی سطح پر کے جی بی اور را ۔ RAW کے مظالم) میں کیا تھا لیکن کسی نے نوٹس ہی تک نہیں لیا ۔ بہر حال بھارت میں سندھی نوجوانوں ٹینک شکن ۔ میزائل ۔ توپوں ۔ میزائیلوں ۔ خود کار بموں اور جدید جاسوسی کی تربیت دیتی ہے ۔ اس وقت ہزاروں سندھی نوجوان بھارت میں تربیت حاصل کر رہے ہیں ۔ تربیت حاصل کرنے کے بعد وہ سرحد پار کر کے سندھ آتے ہیں اور مختلف شہروں میں بموں کے دھماکے ، قتل عام اور جاسوسی کے وظائف سر انجام دیتی ہے ۔

روس اور افغان مزدور حکومت نے آزاد پختونستان قائم کرنے کے لئے وزارت اقوام و قبائل کو کئی حصوں اور شعبوں میں تقسیم کیا ہے ۔



16 THE SIGN OF OPPRESSION

In front of the Kremlin, stands the execution block, dripping blood – forming a hammer and sickle. A skull lies there, in a pool of blood.

مترجم کے دیگر تصانیف و تراجم

۱۔ وسط ایشیا میں روس کے مظالم۔ — اردو۔پشتو۔

۲۔ سوویت جاسوسی تنظیم (کے جی بی)۔ — " "

۳۔ سوویت سراغرسان تنظیم (کے جی بی)۔ — اردو۔

۴۔ بین الاقوامی سطح پہ کے جی بی اور را۔RAW کے مظالم۔ — اردو۔پشتو۔

۵۔ سوویت جاسوسی ایجنسی (کے جی بی)۔ — اردو۔

۶۔ دنیا بھر میں کے جی بی کے مظالم۔ — اردو۔

۷۔ سوویت ملٹری جاسوسی تنظیم (GRU) — اردو۔پشتو۔

۸۔ مشرق وسطیٰ اور افغانستان روسی سامراج کے پھندے میں۔ — اردو۔

۹۔ جنگ اور پروپیگنڈہ — پشتو۔

۱۰۔ افغان جاسوسی تنظیم (خاد) — اردو۔

۱۱۔ گوریلا جنگ کے اصول اور قوانین۔ — پشتو

۱۲۔ اسلام میں جنگ کے احکام و قوانین — " "

۱۳۔ ہندوستان کی جاسوسی تنظیم (RAW) — اردو ترجمہ

۱۴۔ مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کی سیاست میں
بھارت اور روس کے عزائم — اردو۔

۱۵۔ معرکہ حق و باطل — پشتو ترجمہ

۱۶۔ کے جی بی کیا ہے؟ — اردو۔

۱۷- تصوف کیا ہے ؟	پشتو ترجمہ
۱۸- زیارت القبور	- -
۱۹- حقیقت معجزات	- -
۲۰- خفیہ صلیبی جنگ -	- -
۲۱- مسیحیت کا جائزہ	- -
۲۲- پاکستان میں مسیحیت کے عزائم -	پشتو ترجمہ
۲۳- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوست مسلمان یا عیسائی ؟	- -
۲۴- محاسن کنز الایمان -	- -
۲۵- توحید و تثلیث -	- -
۲۶- مجدد الف ثانی کے حالات زندگی -	- -
۲۷- کیا رسول ﷺ نے تیسری عالمگیر جنگ	- فارسی
۲۸- کیا اسلام تلوار سے پھیلا ہے ؟	- -
۲۹- رسول اللہ کی سیاست خارجہ -	- -
۳۰- پیر ثانی لاثانی -	- -
۳۱- تحریک اسلامی کی پہلی کتاب -	- -
۳۲- تحریک اسلامی کی دوسری کتاب -	- -
۳۳- اے میری قوم	- -
۳۴- پاکستان میں دھماکے کرنے والی دہشت گرد تنظیم -	اردو -
۳۵- ایشیا میں روس کی پیش قدمی -	پشتو ترجمہ

۳۶۔ سوویت یونین اور دہشت گردی۔ — اردو ترجمہ

۳۷۔ روس کی بین الاقوامی سطح پر معاہدوں کی خلاف ورزیاں — اردو ۔

۳۸۔ افغانستان اور سرخ سامراج — اردو ۔

۳۹۔ سوویت ملٹری جاسوسی — پشتو ترجمہ

۴۰۔ پاکستان میں دھماکے کرنے ۔ ۔ ۔ — پشتو ترجمہ

افغانستان جہاد ریفرنس

— اللہ کی راہ میں جہاد ہمارا مقصود ہے ۔

— قرآن و سنت پر عمل ہمارا فرض ہے ۔

— کسی سیاسی تنظیم یا ادارے سے ہمارا کوئی تعلق نہیں بلکہ آزاد اور اسلامی افغانستان کے لئے کام کرنا اور اسلام کی تبلیغ اور روسی عزائم کو دنیا والوں تک پہنچانا ہمارا فرض ہے ۔

— جہاد ریفرنس کو منظم اور بہتر کرنے کے لئے ہم اپنے تمام مسلمان بھائیوں اور دوستوں سے اپیل کرتے ہیں کہ کسی قسم کے مالی تعاون سے دریغ نہیں کریں گے اور اس ریفرنس کو جو کہ مسلمانوں کی ملکیت ہے مضبوط اور منظم بنانے میں ہمارا ساتھ دیں گے ۔

شکریہ ۔

موسیٰ خان جلالزی

جن میں سے ایک شعبہ یہ بھی ہے کہ اپنی جاسوس ایجنٹوں کے ذریعے مقامی لوگوں کو پیسہ اور اسلحہ پہنچا کر پاکستان کے خلاف بھڑکایا جائے۔ اور اسی طرح اپنی مذموم اور ناروا مقاصد تک پہنچ جائے۔

کے جی بی اور خاد نے ایک اور جاسوسی ادارہ (واد) کے نام سے قائم ہے جس کا مطلب ہے (وزارت امنیت دولت) اس کو بھی کئی حصوں میں تقسیم کر دیا ہے جس میں یہ شعبہ علماء کے لئے ہے۔ علماء کو وسط ایشیا سے جاکر ایک طرف قرآن اور احادیث کو تحریف کرکے جدید قرآن اور احادیث کی کتابیں تیار کرتے ہیں جس میں کمیونزم کی حقانیت کے جواز موجود ہو اور دوسری طرف ان علماء کو جاسوسی کی تربیت دے کر پاکستان اور ایران روانہ کرتے ہیں۔ یہ علماء ان ممالک کے مدارس میں پڑھاتے بھی ہیں اور ساتھ ہی جاسوسی کا کام بھی کرتے ہیں۔

روس اور افغان کٹھ پتلی مزدور حکومت نے مل کر پاکستانی کرنسی کروڑوں کی تعداد میں نوٹ چھپوائے ہیں۔ یہ نوٹ سرحدی علاقوں میں کروڑوں کی تعداد میں ملتے ہیں۔ اب یہ نوٹ پنجاب اور سندھ میں بھی آچکے ہیں۔ روس، ہندوستان اور افغان مزدور حکومت کی ان تمام تخریبی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ ایک طرف موثر اقدامات کرنے چاہئیں اور دوسری طرف افغان مجاہدین کی بھرپور حمایت ہونی چاہیئے تاکہ سرخ سیلاب پاکستان کی سرحدوں سے واپس

ہو کر دھماکے بھی ختم ہو جائیں اور امن و امان بھی قائم ہو جائے۔

جولائی ۱۹۸۷ء

موسیٰ خان جلالزی
لاہور پاکستان

صوبہ سرحد اور دہشت گردی

مردان میں بم کا دھماکہ

صوبہ سرحد کے علاوہ پاکستان کے دوسرے صوبوں میں روسی دہشت گردی پر اگرچہ نوائے وقت۔ جنگ اور مشرق میں میں نے کئی مضامین لکھے ہیں۔ لیکن حال ہی میں مردان میں بم کے خوفناک دھماکے اور قبائل میں روسی اثر و نفوذ پر لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ اسلامیان پاکستان پر یہ واضح ہو سکے کہ موجودہ دھماکوں میں روس۔ بھارت اور افغان مزدور حکومت کہاں تک ملوث ہیں۔

صوبہ سرحد اور بلوچستان کے قبائل میں روس کا اثر کافی حد تک موجود ہے۔ حالیہ چند ماہ میں بلوچستان میں وسیع پیمانے پر پروپیگنڈے کا آغاز ہوا ہے۔ وزارت اقوام و قبائل افغانستان کی کئی اہلکار بلوچستان میں مصروف کار ہیں۔ جس کے نتیجے میں مری قبیلے کے لوگ مسلسل طور پر افغانستان جا رہے ہیں۔ اُن کے جانے کی خبریں اگرچہ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ میں آچکی ہیں۔ لیکن حکومت کابل کی طرف ان قبائل کے لئے جو دہشت گرد اور فوجی تربیت کے سکول قائم کئے گئے ہیں اُس کے بارے میں محدود لوگوں کو معلومات حاصل ہے۔ بلوچستان سے جانے والے قبائل کے لئے قندھار اور ضلع قلات میں

دہشت گردی اور فوجی تربیت کے سکول قائم ہے جہاں قبائلی نوجوانوں کو پاکستان کے خلاف فوجی تربیت دی جاتی ہے۔ جاسوسی معلومات اور تربیت کے بارے میں کئی تربیت گاہیں مصروف کار ہیں۔ بم کھولنے - جوڑنے اور محفوظ طور پر کسی جگہ لے جانے۔ اور اہم کاغذات یا ایٹمی راز کو نہایت اچھے طریقے سے حکام تک پہنچانے کی تربیت ہر قبائیلی کے لئے ضروری ہے۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان کے قبائل میں روس کے اثر و نفوذ کے نتیجے میں وہاں کے کچھ روس نواز عناصر روس ایجنٹوں اور تخریب کاروں کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے ہیں جس کے نتیجے میں بم کا دھماکہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہوتا۔ پچھلے دنوں ضلع مردان میں جہاں افغان مہاجرین کافی تعداد میں رہ رہے ہیں یکے بعد دیگرے بم کے تین دھماکے ہوئے جس کے نتیجے میں 75 افراد زخمی اور کوئی 25 افراد ہلاک ہوئے۔ مقامی لوگوں نے غم و غصہ میں آ کر مہاجرین کے املاک جلا ڈالیں۔ آخرکار حکومت کی مداخلت پہ حالات پُرسکون ہوئے - اب یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ دھماکے کس نے کئے ہیں ؟

جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ روس آزاد قبائل میں کافی حد تک گھس چکا ہے ۔ پاکستان کی سیاسی پارٹیوں ، خصوصاً روس نواز کیمونسٹ پارٹیوں سے تعلق رکھنے والوں کا روس اور افغانستان جانے کے بارے میں سب کو علم ہے۔ مزید برآں وہاں

سے تربیت پاکر واپس آنے والوں کے نام اور کوائف بھی ذرائع ابلاغ میں آچکے ہیں۔ تو پھر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ روس تخریبکاروں یا مقامی لوگوں میں سے روس نواز عناصر نے جن کو روس سے براہ راست تنخواہیں ملتی ہیں مردان پولیس کو ٹیلیفون کے ذریعے سے دام فریب میں لاکر تربیلا ڈیم روانہ کیئے اور اُن کی غیر موجودگی میں یکے بعد دیگرے تین دھماکے کر کے پھر مہاجرین کو مورد الزام ٹھیرا کر جلوس نکالے۔ جیسا کہ یہ بات سامنے آئی ہے کہ روسی تخریبکاروں اور اس کے ایجنٹوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ پولیس کو فریب دے کر دھماکوں کا الزام افغان مسلمانوں پہ ڈال کر اُن پہ مسلحانہ حملے کا جواز فراہم کریں۔ اگر پولیس واقعی حالات سے بے خبر تھی تو پھر تو ٹھیک ہے، ورنہ پولیس سے بھی تفتیش کرنی چاہیئے۔

بہرحال یہ فریب روسی ایجنٹوں نے دیے کہ اُن کو مغالطے میں ڈال دیا۔ مردان، لاہور، بلوچستان اور سندھ کے دھماکوں اور تخریب کاروں سے افغان مہاجرین کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو روسی ایجنٹوں اور بھارتی افغان مزدوروں کے پروپیگنڈہ ہے۔ جن کا کہنا ہے کہ افغان مہاجرین دھماکوں میں ملوث ہیں۔ رہا یہ مطالبہ کہ افغانوں کو تمام صوبوں سے نکال کر صوبہ سرحد اور بلوچستان تک محدود کریں۔ یہ بھی کیمونسٹوں کا مطالبہ ہے۔ جن کے بقول اگر مہاجرین صرف صوبہ سرحد اور بلوچستان تک محدود ہو

جائیں تو ہو سکتا ہے صوبہ سرحد اور بلوچستان کے عوام مہاجرین کے بوجھ محسوس کرتے ہوئے پنجاب کے خلاف اُٹھ کھڑے ہو جائیں جس سے صرف روس اور بھارت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور پاکستان کو سیاسی طور پہ نقصان ہو سکتا ہے۔ بہرحال حکومت بہتر جانتی ہے۔ لیکن میں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ مردان کے دھماکوں میں روس سے آئے ہوئے تخریب کار ملوث ہیں۔ اِس میں ذاتی طور پہ پاکستان کی بقا اور سالمیت کے لیئے قطرہ قطرہ خون دینے کے لیئے تیار ہوں۔ کیونکہ پاکستان کے مسلمان عوام مشکل میں ہمارے کام آسکتے ہیں۔ روس اور امریکہ دونوں کافر اور مشرک ہیں وہ کبھی بھی ہمیں مستحکم دیکھنا نہیں چاہتے ہیں۔ ماضی میں پاک افغان تعلقات کی اصلی وجہ امریکہ کی خارجہ پالیسی تھی۔ ظاہر شاہ اور صدر داؤد کے زمانے میں افغان عوام نے اپنے آپ کو روس سے چھڑانے اور امریکہ کو اپنی خارجہ پالیسی میں اہم مقام دینے کیلیئے کئی وفود امریکہ بھیجے تھے۔ افغان حکومت نے امریکہ سے درخواست کی تھی کہ وہ روسی حملے سے نجات دلانے کیلیئے اسلحہ فراہم کریں لیکن نکسن نے اُن کے جواب میں کہا کہ ڈیڑھ کروڑ افغان عوام سب چور ہیں لہذا اُن کو اسلحہ دینا مناسب نہیں ہے۔ اور بھی بہت سے منصوبے تھے جس کی وجہ سے افغانستان روس کے دامن میں چلا گیا۔

پاکستان میں !
دھماکے کرنیوالی دہشت گرد تنظیمیں
(KGB-RAW-KHAD)



مصنف : ہنری روسزکی

ترجمہ : موسیٰ خان جلالزئی

افغان مزدور اور کٹھ پتلی حکومت کی طرف سے پاکستان کے خلاف نفرت انگیز لٹریچر کا سیلاب

جیسا کہ قارئین کو معلوم ہے کہ افغانستان کے مزدور اور کے جی بی کے اشاروں پر چلنے والے کٹھ پتلی حکومت کی طرف سے پاکستان کے خلاف قسم قسم کے کی تخریبکاری ہو رہی ہے۔ کے جی بی اور اس کے ایجنٹ حکومت (نجیب انتظامیہ) حالیہ چند سال سے پاکستان اور افغان بے گناہ مسلمانوں کی زندگیوں سے کھیل رہی ہے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ گذشتہ چار سال سے۔ کے جی بی۔ را۔ RAW اور نجیب کٹھ پتلی انتظامیہ کے رسوائے زمانہ جاسوسی تنظیم (خاد) کی طرف سے بموں کے دھماکوں کے سلسلے میں ہزاروں بے گناہ پاکستانی مسلمان شہید ہوئے ہیں۔ ان تمام تخریب کاریوں اور دہشت گردی کے علاوہ کے جی بی اور خاد کئی سال سے پاکستان میں کیمونسٹ لٹریچر پھیلا رہے ہیں۔ میں نے (جلالتہ ی) تین سال قبل اپنی تحریروں کی وساطت سے اسلامیانِ پاکستان اور افغان مجاہدین کو ان خطرات سے آگاہ کیا تھا۔ بہرحال بلور ہاؤس سے صوبہ سرحد اور بلوچستان میں باغیانہ لٹریچر کے تقسیم کے بارے میں لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ پچھلے سال سنہ ۱۹۸۶ء میں میں نے بلوچستان صوبہ سرحد

اور سندھ صوبوں میں کیمونسٹ لٹریچر کے متعلق معلومات فراہم کی تھیں۔ اخبارات۔ رسائل اور عوام اس پہ گواہ ہیں۔ میں نے ہفت روزہ "تکبیر" اگست ۱۹۸۷ء پڑھ کر خیال آیا کہ پاکستان میں باغیانہ لٹریچر کے تقسیم پر پھر سے لکھوں، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ دھماکے کرانے والے لوگ کون ہیں؟

خاد کے ایجنٹ قیوم پہلوان کی گرفتاری کے چند روز بعد میں اسلام آباد گیا تو مجھے ایک دوست نے اس کے متعلق سنائی۔ بہت حیرت ہوئی کہ ملک و قوم کے مفادات کے خلاف چلنے والے لوگ بھی پاکستان میں پائے جاتے ہیں۔

بہر حال موضوع سے ہٹ کر میں ایک مسلمان کی حیثیت سے یہ نظریہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کسی بھی ملک میں اس وقت تک دہشت گردی نہیں ہو سکتی جب تک اس ملک کے انٹیلی جنس ادارے ملک و قوم کے خلاف دہشت گردوں سے سازش نہ کریں۔ پھر یہ کہ اگر دہشت گرد گرفتار بھی ہو جائے اور اُسے سزا بھی نہ دی جائے اور لاکھوں روپے کے بدلے میں اُسے رہا کر کے اُسے جانی و مالی تحفظ بھی فراہم کیا جائے تو پھر مظلوم افغانوں اور دھماکوں کے الزام لگا کر کیمونسٹ خیال لوگوں کے پاس کیا ثبوت رہ جاتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اگر کسی دھماکے میں افغان مہاجر ملوث پایا گیا ہے یا نہیں گرفتار کیا گیا

ہے۔ یا کسی مہاجر سے خطرناک اسلحہ برآمد ہوئے ہے تو پھر تو الزام لگانے والے لوگ حق بجانب بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر مہاجرین دھماکوں میں ملوث بھی نہیں ہیں، اُن سے اسلحہ بھی برآمد نہیں ہوا ہے تو پھر روسی ایجنٹوں اور افغان مزدور حکومت کی پلاؤ خوروں کو خدا ہدایت کرے۔

ہفت روزہ تکبیر نے اگست ۱۹۸۷ء میں تخریب کاری کے متعلق لکھا تھا۔

پاکستان میں تخریب کاری کی واردا توں میں اضافے کے ساتھ ساتھ حکومت اور مجاہد رہنماؤں کے خلاف بڑے پیمانے پر لٹریچر کی تقسیم گزشتہ کئی برسوں سے جاری ہے۔ یہ لٹریچر عوبہ کابل کی کٹھ پتلی کمیونسٹ حکومت چھپوا کر ڈپلومیٹک بیگ کے ذریعے خفیہ طور پر پاکستان بھجواتی ہے۔ پشاور میں افغان قونسلر حلیم کمال کی معرفت (ANP) کے رہنما غلام احمد بلور کے گھر (بلور ہاؤس) پہنچتا ہے اور وہاں سے مختلف کارندوں کے ذریعے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ حلیم کمال کی بلور ہاؤس آزادانہ آمدورفت پر کسی نوعیت کی کوئی قدغن عائد نہیں۔ حلیم کمال بلور ہاؤس روز جاتا ہے۔ بلور ہاؤس سے خفیہ طور پر تقسیم ہونے والے لٹریچر میں مجاہدین کی رہنماؤں اور صدر پاکستان مجاہد اسلام جنرل محمد ضیاء الحق کے خلاف نام نہاد الزامات عائد کئے ہیں۔

تکبیر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ کابل کٹھ پتلی انتظامیہ نے ایک پمفلٹ میں یہ الزام لگایا ہے کہ امریکی امداد ضیاء الحق اور گلبدین نے خرد برد کر لی۔ رقم کی تقسیم پہ دونوں میں جھگڑا ہوا جس کے نتیجے میں صدر ضیاء الحق نے گلبدین کو قید کر دیا اور باقی تنظیموں نے اسلحہ لوٹنا شروع کر دیا۔ اس پمفلٹ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا افغان فوج کی طرف سے یہ پمفلٹ شائع کیا گیا ہے۔ پمفلٹ میں پاکستان کے عوام کو صدر ضیاء الحق کے خلاف بھڑکاتے اور بغاوت کرنے کی باتیں لکھی گئی تھیں۔

(آئندہ تخریب کاری میں اور اضافہ ہوگا)

پاکستان کی تاریخ میں صوبہ سندھ کو ہر لحاظ سے اہمیت حاصل ہے کیونکہ پاکستان کی معیشت اور بین الاقوامی تجارت اور صنعت کے تمام دارو مدار سندھ پر ہے۔ اور سندھ ہی وہی علاقہ ہے جہاں سے برصغیر میں شمع اسلام روشن ہوئی۔ لیکن صوبہ سرحد اور بلوچستان کے علاوہ آج کل سندھ بھی تخریب کاری کی زد میں ہے۔ افغانستان ہندوستان اور دیگر کمیونسٹ ممالک کی خوبصورت جاسوس لڑکیاں اور نوجوان ہزاروں کی تعداد میں سندھ پہنچ چکے ہیں۔ اس سلسلے میں ہفت روزہ معیار نے یکم اگست ۱۹۸۰ء میں لکھا ہے۔ کراچی میں یہ اطلاعات عام ہیں کہ گلشن اقبال۔ ڈیفنس۔ کلفٹن کے فیشن ایبل ہوٹلوں۔

مشروبات اور بالٹی گوشت کے دوکانوں پہ بڑی تعداد میں قیمتی کاروں پر سوار غیر ملکی ہزاروں روپیہ لٹاتے نظر آتے ہیں۔ یہ غیر ملکی جن میں ایرانی۔ شامی۔ یمنی اور دوسرے کمیونسٹ طلباء اور نوجوانوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ ہوٹلوں کے سبزہ زاروں اور بڑی سڑکوں کے آئی لینڈ پہ واقع ہوٹلوں پر جس قدر آزادنہ طور پر غیر ملکی شرابیں پیتے ہیں ہنگامے کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ پاکستانیوں کو شرم آتی ہے۔ دیگر ممالک کی خوبصورت لڑکیاں کافی عرصہ سے رہائش پذیر ہیں۔ خوبصورت لڑکیاں اعلیٰ افسران کے قرب حاصل کرکے اپنے گروپوں کے مقاصد حاصل کر رہی ہیں۔ کراچی سٹیل ملز کالونی میں جہاں روسیوں کا اثر و رسوخ زیادہ ہے وہاں سے آنے والے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ اس کالونی میں کافی تعداد لوگوں نے روسی پرچم لہرایا ہے اور انقلاب انقلاب کے نعرے لگاتے ہیں۔ یہ بھی انھوں نے کہا کہ روسی اہلکار خفیہ طور پہ لوگوں کو تخریب کاری کی تربیت دیتی ہے۔ علاوہ ازیں روس اور ہندوستان نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کراچی میں کافی تعداد خطرناک اسلحہ تخریب کاروں کو پہنچا دیا جائیگا۔ جس میں میزائیل تک شامل ہوگا۔ نیز را۔RAW کی پاکستان شعبہ میں روزانہ بڑی زور شور سے کراچی کے متعلق بحثیں ہوتی رہتی ہیں۔ جس میں تخریب کاری سے متعلق لوگ قسم قسم کے نظریات پیش کرتے ہیں۔ میرے اندازے کے مطابق

پاکستان کو تربیلا ڈیم پر حفاظتی انتظامات سخت کرنے چاہیئں۔ کیونکہ را۔ RAW اور کے جی بی نے پاکستان کے اہم بجلی گھروں کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا لیا ہے۔ تاکہ بجلی کو درہم برہم کرکے اندھیری رات میں تخریب کاری کر سکے۔

ادھر صوبہ بلوچستان سے جانے والے مری قبائل کے متعلق قسم قسم کی خبریں آتی ہیں۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق کم از کم پچیس ہزار قبائل افغانستان جا چکے ہیں۔ اس سلسلے میں ہفت روزہ تکبیر نے لکھا ہے۔ حکومت کی طرف سے بلا اجازت سرحد پار کرنے والوں کا نوٹس لئے جانے پر چمن کے راستے افغانستان جانے والے چند گھروں کی گرفتاری عمل میں آئی۔ چند دنوں کے لئے قافلوں کا سلسلہ تھما۔ لیکن دوبارہ یوں جاری ہوا کہ قافلوں کے حجم اور تعداد میں اضافہ ہو گیا۔ تاہم سرحد پار کرنے کے راستے بدل گئے۔ مری قبائل کی نقل مکانی کی پہلی وجہ یہ سننے میں آئی تھی کہ کوہلوں ایجنسی میں مسلسل خشک سالی کے باعث قحط کی صورت حال سنگین ہو گئی ہے اور وہ مجبور ہو کر اپنے گھر بار چھوڑ رہے ہیں۔ دوسری اطلاع یہ ملی کہ افغانستان میں مری قبائل کو زرعی زمینیں دی جا رہی ہیں۔ یہ زمینیں دریائے ہلمند سے سیراب ہونگی۔ ایک خبر یہ ہے کہ زمین حاصل کرنے والے مری قبائل کے نوجوان کو فوجی اور نیم فوجی نوعیت کی ملازمتیں مہیا

کی جائیں گی - اور کے جی بی اور خاد کے دہشت گرد سکولوں میں ان کو پاکستان کے خلاف فوجی اور جاسوسی تربیت دی جائیگی۔ اور انہیں ہوائی اڈوں اور دُوسرے اہم مقامات کے محافظین کی ذمہ داریاں سونپی جارہی ہیں - سرحد پولیس دستے تشکیل دئیے جائیں گے - اور ان تمام فرائض کی انجام دہی کے لئے باقاعدہ تربیت کا اہتمام کیا گیا ہے - باخبر ذرائع کے مطابق مری قبائل کو لشکرگاہ کے علاقے سے لے کر ضلع چاغی سے ملنے والی پوری سرحدی پٹی تک پھیلا دیا جائیگا - اور لشکرگاہ کی دہشت گرد سکولوں میں اُن کو دہشت گردی کی تربیت دیا جائیگا لشکرگاہ کے دہشت گرد سکول چار پانچ سال قبل افتتاح ہوئے تھے۔ ابھی تک ہزاروں تعداد میں تخریب کاروں نے اس سکول سے سند حاصل کی ہے -

مری قبائل کے بدقسمت لوگوں کو پتہ نہیں کیا ہوا - ان کو پتہ نہیں کہ افغانستان میں آگ اور خون کی جنگ لڑی جارہی ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی گولی ان پہ بھی آگرے - یا پھر ان کو کے جی بی اور خاد کے ایجنٹوں کے مظالم کا پتہ نہیں - بہرحال جیسا بھی ہے یہ تو اُن کے رہنماؤں کو معلوم ہوگا - لیکن انہوں نے افغانستان جیسے ملک جاکر اچھا نہیں کیا ہ

آج سوویت یونین کی سٹیٹ سیکوریٹی کمیٹی KGB پوری دنیا میں شیطان کی طرح پھیلی ہوئی مغربی (یورپی) ممالک کے راز چرانے اور ان لوگوں کی آزادی جہنم راز بنانے نیز تیسری دنیا کو تخریب کاری کے ذریعے انقلاب کی مصیبتوں میں گرفتار کرنے کے لئے دن رات منصوبے تیار کرنے میں مصروف نظر آتی ہے۔ آئے دن یورپی ممالک سے روسی جاسوسوں کو بے نقاب کرنا، سوویت سفارت کاروں کو جاسوسی کے الزام میں ملک بدر کرنا اور سوویت تخریب کاروں کو گرفتار کرنا، یہ تمام واقعات ان کے ذہن کی عکاسی کرتے ہیں۔

ماسکو میں سوویت جاسوس کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کی عزت افزائی کے لئے ڈاکخانے کے ٹکٹوں پر اس کی تصویریں چھاپی جاتی ہیں کے جی بی کے افسران کو زیادہ سے زیادہ دھوکہ باز ثابت ہونے کی وجہ سے بڑے بڑے انعام واکرام دیئے جاتے ہیں۔ ان کی برسی منائی جاتی ہے اور بڑے محب وطن لوگوں میں اس کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔

سٹالن کے دور میں یہ ادارہ لٹھ بردار کے نام سے مشہور تھا۔ لیکن جاسوس پولیس کی بھرتی کے بعد سٹالن نے تطہیر کرنے والوں کی ایسی تطہیر کی کہ ان کا نام ونشان تک صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ سٹالن کے دست راست بھریا نے ۱۹۵۴ء میں این کے وی ڈی (N.K.V.D) کو منظم کر کے اس

کا نام KGB کے جی بی رکھ دیا۔ جس کا مطلب ہے سٹیٹ سکیورٹی کمیٹی اور آج تیس سال بعد کے جی بی کے چیئرمین کا کام نمبرا تصور کیا جاتا ہے جسے کمیونسٹ پارٹی سلام کرتی ہے۔

یوری اندروپوف جو پارٹی کا مشہور بیورکریٹ اور اپنی ابتدائی چالیس سالہ عمر کے دوران ۱۹۶۷ء میں کے جی بی کا سربراہ بنا اور اندرون ملک لوگوں میں دہشت گردی پھیلانے اور مخالفین کو دبانے میں کامیابی کے بعد اس نے اس (کے جی بی) کو بیرونی ممالک میں پھیلا دیا۔ کسی بھی KGB کے آدمی پر برزنیف نے یا اندرون ملک حکومت نے آج تک اعتماد واعتبار نہ کیا اور نہ ہی کوئی آج ۸۰ برس کی عمر سے کم کوئی بھی انٹیلی جنس آفیسر اپنی قابلیت کی بنا پر اس کے سوا جنرل سیکرٹری بنا۔

لینن کے وقت سے لیکر اندروپوف ہی ایک ایسا آدمی ہے۔ جو آج تک پارٹی کا سربراہ رہا اور سوویت یونین کے اندرونی اور بیرونی حالات کو اچھی طرح یاد رکھے ہوئے تھا۔ اس لئے اسے بین الاقوامی سطح پر تمام خارجی اور داخلی امور پر پوری طرح عبور حاصل تھا۔ سنٹرل کمیٹی کے بین الاقوامی سیکشن کے سربراہ کی حیثیت سے اپنی عمر کا بیشتر حصہ وقف کرنے کی وجہ سے اسے بیرونی ممالک کمیونسٹ پارٹیوں میں کافی مقبولیت حاصل تھی۔ نیز مشرقی یورپ۔ ویت نام۔ کیوبا اور چین میں کمیونسٹ پارٹی حکمرانوں کے پورے حالات سے آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ فرانس۔ اٹلی برطانیہ۔ ہندوستان اور انڈونیشیا کی غیر حکمران کمیونسٹ پارٹیوں کے لئے ایک اہم لیڈر کی حیثیت سے مقبول تھا۔ اور ان کے مسائل حل کرنے کے لئے

چاپانی کا کام کرتا تھا۔ کے جی بی میں عمر کا کافی عرصہ گزارنے کے بعد اسے خارجی جاسوسی ادارے کی طرف سے موصولہ رازوں اور فراہم کردہ اطلاعات سے اسے پوری دنیا کے سیاسی راہنماؤں، ممتاز کارکنوں اور صنعتی اداروں نیز جمہوری اداروں سے پوری آگاہی تھی۔ اور وہ ترقی پذیر ممالک کے مسائل کو خوب سمجھتا تھا۔ اسی لئے سوویت یونین میں ماسکو کی جمہوری پالیسی کو مضبوط بنیادوں پر استوار کر کے اپنے تمام پیش رو حکمرانوں سے نمبر لے گئے مرکزی جاسوسی ایجنسی میں ایک آپریشنل کی حیثیت سے کام کرنے کے دوران میں نے کے جی بی کی اندرون ملک اور بیرون ملک سرگرمیوں اور کارگزاریوں کو قریب سے دیکھا جانچا اور خوب پرکھا۔ اس نے ان جاسوسوں کو نگرانی میں رکھا۔ جن کو ہم سوویت یونین کے اندر اور حدمیں میں بھیجا جہاں ہم نے ان کو تربیت دی۔ انہوں نے ان کی نگرانی کی۔ پانچ سال تک نئی دہلی میں اس کی سرگرمیوں کو میں نے خوب جانچا اور ہندوستان حکومت کے خلاف تمام منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اور ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۰ء تک نیویارک شہر اور واشنگٹن میں اس کی تمام کوششوں کا بغور جائزہ لیا۔

مذکورہ بالا عرصہ کے دوران میرے دل میں کے جی بی کی بڑی قدر بڑھ گئی اس کی کارکردگی کا اس وقت اندازہ ہوتا ہے۔ جب یہ یورپ کی سوسائٹی میں گھل مل کر بڑی تندہی سے مصروف کار رہتی ہے۔ یہ ایک براہ راست خفیہ تنظیم ہے۔ جو اپنی برادری اور دھوکہ دہی کی وجہ سے ایک خاص پہچان رکھتی ہے۔ میں نے اکثر لوگوں کو محسوس کیا کہ وہ اسے کبھی بھی پہچان نہ سکے یہ ایک سیدھا سادہ ادارہ ہے۔ مگر امریکہ کے لوگ اسے بڑا پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔

نام کتاب : پاکستان میں دھماکے کرنیوالی دہشت گرد تنظیمیں

مترجم : موسیٰ خان جلالزی

ناشر : افغانستان جہاد ریفرنس

مسلسل نمبر :

تعداد : ایک ہزار

قیمت : -/30 روپے

حالانکہ یہ ایک سیدھا سادہ سا کے جی بی ادارہ ہے اسے اسی طرح ہی دیکھیں۔
ماسکو سوویت انٹیلی جنس سروس (KGB) کو اپنی دفاعی قوت کا ایک بازو سمجھتا ہے۔ لہذا قوت افرادی کی بھرتی اور اس پر خرچ کی جانے والی رقم میں بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ کیونکہ پارٹی سٹیٹ کا یہ ادارہ ایک بہترین منظم ہتھیار ہے۔ یہ ادارہ حکومت کی نگاہ میں معزز اس کے فارغ التحصیل گریجوایٹ اونچے عہدے حاصل کر کے دنیا کی کسی بھی انٹیلی جنس سروس سے پیچھے نہیں۔

یہ ادارہ ماسکو میں اسی طرح خفیہ راز حاصل کرتا ہے۔ جس طرح واشنگٹن میں عملی طور پر فوٹوگرافی، الیکٹرانکس اور کوڈ ورڈ میں مداخلت کر کے فضائی رابطوں کے ذریعے کے علاوہ خفیہ جاسوسی ایجنٹوں کی وساطت سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

ان صوتی سماعتی اور الیکٹرانک آنکھوں میں صرف ایک ہی بات کی کمی ہے وہ یہ کہ انسانوں کے ذہن تک پہنچنے میں قاصر ہیں۔

ماسکو یہ بھی جانتا ہے کہ پنٹاگون یا لاک ہیڈ اور لاس الماس کی ریسرچ لیبارٹریوں کی چھتوں کے نیچے جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس کی فضائی کیمرے تصویر کشی نہیں کر سکتے۔

ماسکو میں انسانی ایجنٹ جاسوس کی قیمت کے متعلق اس سائنسی دور میں بھی کوئی سوال نہیں اٹھایا جاتا۔

مغربی طاقتوں کے خفیہ راز۔ ان کے ارادے اور وسعت و استعداد دستاویزات کی صورت میں تالوں میں بند ہیں۔ ان میں نہ صرف نارڈن، نقشے میزائیلوں کی کارکردگی کے ریکارڈ، راڈار۔ بلکہ اہم جنگی منصوبے NATO کے

رازداور اس کے مذاکرات کی عبارت معاہدہ سالٹ کے کاغذات یہ تمام چیزیں دستاویزات کی صورت سخت نگرانی میں محفوظ تالوں میں بند ہیں اور ماسکو کو معلوم ہے کہ اس کے برے نتائج کیا برآمد ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ان دستاویزات کے حصول کے لئے ماسکو کو انسانی جاسوس ایجنٹوں کی مدد لینا پڑتی ہے۔ جسے وہ انتہائی اہم قرار دیتا ہے۔ لہذا انسانی جاسوس ایجنٹوں کو اپنا جاسوسی تنظیم کا جزو لازم سمجھ کر اس کی بڑی مدد کرتا ہے۔

کے جی بی K.G.B اپنی مطلوبہ دستاویزات کے حصول کے لئے اس قدر حریص ہے کہ اس کی بھوک مدہم نہیں ہوتی۔ مناکس کیمرہ اس سلسلے میں اس کا بہت بڑا آلہ ہے۔

سوویت جاسوس بڑی وسعت سے پھیل جاتے ہیں۔ جن کی تعداد یورپ کے سفارت خانوں میں صرف ایک ہزار سے زائد آپریشنل افسروں پر مشتمل ہے۔ جبکہ امریکہ میں چار سو سے زائد، جن میں سے تین سو کے لگ بھگ صرف اکیلے نیو یارک میں ہوٹن میں موجود ہیں۔ ۱۹۷۰ء کے دوران تقریباً چالیس ممالک سے ۲۰۰ سوویت سفارت کار ناپسندیدہ قرار دے کر ملک بدر کر دیئے گئے تھے۔

مغربی جرمنی میں سے گرفتار کئے گئے مشرقی جرمنی اور روسی جاسوسوں کی تعداد دس ہزار سے تجاوز کر گئی تھی۔ کسی ملک سے بھی اس قدر بڑی تعداد میں جاسوسوں کی گرفتاری کی ایسی مثال نہیں ملتی۔ لہذا کوئی ایسا سال نہیں گزرا جس کے دوران سوویت جاسوس مغرب سے نہ نکالے یا گرفتار نہ کئے گئے ہوں۔

کے جی بی کا بنیادی نظریہ جس کے اثر میں تقریباً سب لوگ گرفتار ہو جاتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف جدوجہد ہے۔ لہذا جنرلوں، سارجنٹوں، کلرکوں

تاجروں اور صنعتی مزدوروں کو اپنے چنگل میں پھنسا کر اور انہیں تربیت دے کر اپنا جاسوس بنا لیتی ہے۔

لیکن مغربی ممالک میں اس بنیاد پر جاسوس حاصل کرنا مشکل کام ہے۔ کیونکہ سخت ترین حفاظتی اقدامات جاسوسی کام کو بہت مشکل بنا دیتے ہیں۔

گذشتہ دس برسوں میں محفوظ شدہ (SLEEPERS) جاسوسوں کی تعداد مغرب میں دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ اور کے جی بی کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی ہے اور ان محفوظ ایجنٹوں کی وساطت سے سوویت یونین کی مشرق و مغرب میں بڑی وسیع دسترس ہو گئی ہے۔ آپ اس وقت تک کوئی جاسوس تربیت نہیں کر سکتے جب تک آپ خود نہ بن چکے ہوں۔

یہی ایک ایسا محکمہ ہے۔ جس میں روسی لوگ زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ کے جی بی زیادہ سے زیادہ ایجنٹ بھرتی کرنے میں بڑی حریص ہے اور اس کا تقریباً ایک ہی کام ہے۔ یعنی مردوں اور عورتوں کو اپنا ایجنٹ مقرر کرنا اور ان سے اپنا کام نکالنا۔

گذشتہ برسوں سے آج تک تقریباً ہر ملک کے خفیہ اداروں میں اپنے ایجنٹ مقرر کر چکا ہے۔ اس کے علاوہ صنعتی اداروں اور صنعتی حلقوں میں جاسوس ایجنٹ حاصل کرنے میں کے جی بی سے کوئی ملک نہیں بچ سکا۔ ایسے لوگوں میں نہ صرف چھوٹے طبقے کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ بلکہ بڑے بڑے عہدوں پر فائز اور بڑے بڑے سیاست دان اور تاجر لوگ بھی شامل ہیں۔ جو روس کے لئے جاسوسی کرتے ہیں۔ ان میں ملٹری پولیس اور سول افسروں اور ملازموں کے علاوہ بحریہ اور فضائیہ کے افسران بھی شامل ہیں۔ جو دوسرے ملکوں میں جاسوس

ایجنٹ تربیت کرتے ہیں

کے جی بی KGB کے ایجنٹ یورپی خفیہ اداروں میں برطانیہ اور فرانس کے وسط میں اور مغربی جرمنی کی انٹیلی جنس سروس میں مدتوں سے سموئے ہوئے ہیں کے جی بی کے مشہور ترین اور بڑے اونچی قسم کے دو کارنامے کبھی نہیں بھلائے جا سکتے۔ ان میں ایک تو فرانس میں اورلی کے مقام پر امریکن فوجوں کا فوجی ڈاکخانہ (Courier Station) اور دوسرا کیلیفورنیا میں امریکہ کا سٹیلائٹ ہو اصلاتی مرکز جو سی آئی اے (CIA) کے زیر نگرانی تھے۔ ان کے راز فاش کر کے سویت یونین سمگل کر دیئے گئے۔ ان دونوں آپریشنوں میں کے جی بی نے ماسکو میں بڑی اہم ترین دستاویزات فراہم کر کے مغربی ٹیکنالوجی کے علاوہ عسکری اور سیاسی پالیسیاں تیار کرنے کے منصوبے اور ان پر عملی جامہ پہنانے کے طریقے معلوم ہو گئے اور یورپ کی تمام امیدیں خاک میں ملکر رہ گئیں بالخصوص سٹالن، خروشیف اور بریزنیف نے RAW کی فراہم کردہ دستاویزات اور اطلاعات پڑھ کر بہت خوش ہوتے کیونکہ مغرب کی تمام عسکری چالیں ان کو اب "را" RAW کی وساطت کے معلوم ہو چکی تھیں (RAW) ہندوستان کی جاسوسی تنظیم کا نام ہے۔ جس کے انٹیلی جنس آفیسر کے جی بی کے ساتھ شامل ہو کر کام کرتے ہیں۔

کے جی بی کے ہزاروں افسران مغربی ممالک میں پکڑے گئے اور ملک بدر کر دیئے گئے اور ہزاروں کو گرفتار کر کے قیدخانوں میں ڈال دیا گیا۔ پھر بھی ماسکو کو جان جوکھوں میں ڈالنے سے کوئی نہ روک سکا۔ اس پر سویت ہائی کمان کی کوئی پابندی یا حد مقرر نہیں۔ اس کی تمام غلطیوں کی ذمہ دار پولٹ بیورو ہے انہیں

برلیں میں اچھائی بھی نہیں جانا چاہیئے۔ کتنی ہی شدید قسم کی غلطی سرزد ہو جائے۔ تو ایسے پردہ پوشی کر دی جاتی ہے۔

کمرہ نمبر 2242

۱۹۴۵ء کی رخصتوں کے دس یوم بعد ہی میں اپنے پہلے روسی ساتھیوں سے ملا جرمنی کی جاسوس گاہ او ایس ایس OSS ویزبادان (Wiesbadan) سے میں نے اپنے دو ساتھیوں جن میں سے ایک روسی زبان بولنے والا لیفٹیننٹ تھا کے ہمراہ برلن جانے کا قصد کیا اور میرا یہ دورہ بالکل ذاتی نوعیت کا تھا۔ محض یہ دیکھنے کے لئے کہ برلن میں روسی لوگ کیا کچھ کر رہے ہیں۔ ہیرتو بے تابی فطری طور پر بڑھتی جا رہی تھی۔ مگر برلن کے راستے میں ہمیں روسی علاقے میں سے گزرنا پڑتا تھا۔ جبکہ یہ علاقہ مغرب کی طرف سے نگرانی میں تھا۔

بارڈر گارڈ کے ہمراہ باتیں کرتے کرتے سوویت آرمی نمبر ۳۳ کے ہیڈ کوارٹرز تک پہنچ گئے۔ اور کئی گھنٹوں تک اس کے کمانڈر جنرل کے ساتھ مصروف گفتگو رہے۔ جو واقعی پچاس برس کا ہونے کے باوجود ایک بے نظیر خوبصورت روسی تھا۔ اس کے ہمراہ دو منگولین آفیسرز تھے۔ جن میں سے ایک ڈپٹی اور دوسرا اس کا چیف آف سٹاف تھا۔ جنرل بذات خود بڑا دلچسپ دوست مزاج اور باتونی تھا۔ مگر وہ دونوں منگولین جو اس کے ساتھ کھڑے ہوئے دکھائی دے رہے بڑی مشکوک النظری سے ہماری طرف گھور رہے تھے اور بولے تم لوگ ہمارے علاقے میں کیا کر رہے ہو۔

مزید دو گھنٹوں تک اپنا مدعا سمجھانے کے لئے میں زیادہ تر اس انگریزی

بولنے والے میجر کے ساتھ مصروف گفتگو رہا۔ جیسے شاید انہوں نے ہماری انکوائری کے لئے متعین کر دیا تھا۔ میں نے اپنی خود ساختہ داستان سنا کر انہیں مطمئن کرنے کی ازحد کوشش کی۔ کہ ہم برلن میں جشن فتح میں شمولیت کے لئے جا رہے ہیں۔ مگر ان پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور ہمیں روسیوں کے خالی کردہ ویران مکانوں میں سونے کے لئے بستر بچھا دیئے۔

اگلی صبح میجر اپنے چند سپاہیوں کے ہمراہ ہمیں واپس امریکی علاقے کی طرف دھکیلنے کے لئے مجبور کرنے لگا۔ ہمارا یہ احتجاج بے سود ثابت ہوا اور منگولیا کے دونوں افسروں نے ہمارا سارا دن خراب کر دیا۔ اور واپسی پر مجبور کر دیا۔

واپسی کے لئے ہمارا سفر شروع ہو چکا تھا۔ ہم اپنی جیپ ٹریلر میں اپنے گھٹنوں پر جنگ سے پہلے وقت کا تیار شدہ نقشہ پھیلا کر مطالعہ کر رہے تھے اور ہمارے پیچھے پیچھے میجر اور اس کا ڈرائیور ذرا اچھی حالت کی جیپ میں ہمارا تعاقب کرتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ ہم نے گاڑی کی رفتار اور تیز کر دی اور اچانک ہم نے اپنی گاڑی ہائی وے سے اس راستے کی طرف موڑ دی جو سیدھا پوسڈم اور برلن کی طرف جاتا تھا۔

راستے میں ہم دوسرے روسیوں سے ملے مگر کسی سے کلام تک نہ کیا اس دن سے پہلے ہی میرے دل پر روسیوں کے خلاف برے اثرات مرتب تھے۔ مگر اس دن سے مزید نفرت نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ روسی سپاہی بدنما وردیوں میں ملبوس لوٹ مار کا سامان اٹھائے جرمنی لوڑھے جو ۶۰ برس کے لگ بھگ اور بچے جو ۱۶ برس سے زائد عمر کے نہ تھے۔ روسی سپاہیوں کے

آگے آگے بھیڑ بکریوں کی طرح چل رہے تھے اور برلن کے ارد گرد مشرق کی طرف ہانکے جا رہے تھے۔ سوویت سپاہیوں کا ایک سیلاب امڈ آ رہا تھا جو سیمنز ہالسیکی فیکٹری اور ہرمن گورنگ محل واقع برلن سے ٹرکوں پر لوٹ مار کا سامان لادے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ لوٹ مار کے سامان میں ایک بڑی ڈرل مشین، لیتھ مشین، پریس مشین، پتھر کی مورتیاں اور اس کے علاوہ چارپائیاں، لکڑیاں یہانتک کہ دروازوں کے لٹو بھی لوٹ کر لائے جا رہے تھے۔

اس دن سے آج تک روس اور روسیوں سے میں انتہائی دل برداشتہ ہو گیا۔ مارچ ۱۹۴۶ء میں تقریباً دس ماہ بعد تک میں رخصت پر تھا۔ اور ان دنوں فوج کے آفس آف سٹریٹیجک سروس OSS میں کام پر مامور تھا۔ جس کا نام بعد میں سٹریٹیجک سروس یونٹ رکھ دیا گیا تھا اور یہ دفتر تاحال پوٹومس کے ساحل واقع تباہ شدہ ان خستہ حال بیرکوں میں موجود تھا۔ جو پہلی جنگ عظیم کی تباہ کاریوں اور ہولناکیوں کا نمونہ پیش کر رہی تھیں تاہم اسی عالم میں، میں نے دوبارہ اپنے دفتر میں ملازمت کے لئے ڈیوٹی رپورٹ کر دی۔ لندن، پیرس اور جرمنی میں تقریباً دو سال او ایس ایس OSS کے ساتھ گزارنے کی وجہ سے میں بھی اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح جرمنوں سے دل برداشتہ ہو گیا تھا اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اب کوئی بھی سوویت یونین پر کام کرنے کے لئے دلچسپی کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔ محض ایک ہی شغل اپنا رکھا تھا۔ جرمنوں کے مسائل جرمن سائنس

والوں کا کھوج لگانا اور ان کو قابو کرنا۔ گسٹاپو اور ایس ایس کے افسران کی چھان بین۔ جنگی مجرموں کی تلاش کرنے کے لیئے اور کوئی کام نہ رہ گیا تھا سوائے مشرق وسطی کے ڈیسک کے جس میں روسیوں پر آذر بائیجان میں اور ایران میں تو وہ کیمونسٹ پارٹی پر کام ہو رہا تھا۔ ماسکو نو ایک مخصوص نشانہ تھا۔ مگر سوویت یونین تاحال ہمارا اتحادی تھا۔ جس پر واشنگٹن میں انتہائی شک کا اظہار تو کیا جا رہا تھا۔ مگر دشمنی کا اظہار ابھی تک نہ کیا گیا تھا۔ تاہم سوویت یونین کی خواہشات کے خلاف طریقہ کار کا راستہ بالکل بدل چکا تھا

یہ معلوم کرنے کے لئے کہ میں نے روسیوں کے لئے کیا کیا۔ مجھے جنگ سے پہلے کی فائلوں میں سے متعلقہ ریکارڈ دکھا دیا گیا۔

آئندہ دو ماہ کے لئے میں نے وصول شدہ فائلوں کے ان انباروں کا بغور جائزہ لینا شروع کیا جن میں سوویت یونین کی انٹیلی جنس کے متعلق جنگ سے پہلے اور جنگ کے بعد حالات نیز جرمن جاپانی جنگی قیدیوں کے متعلق دستاویزات موجود تھیں۔ اس کے علاوہ تیسری بین الاقوامی کیمونسٹ پارٹی اور کمنتران کے خفیہ راز محفوظ تھے۔ جرمن اور جاپان انٹیلی جنس کارکنوں سے سوال وجواب کا مشترکہ دستاویزی سلسلہ میری آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چلنا شروع ہو گیا۔ جرمن دستاویزات بہت زیادہ تھیں۔ قیدی سوویت ایجنٹوں اور جاسوسوں سے گسٹاپو کی تفتیش سے متعلقہ سوالنامہ یہ جاننے کے لیئے کہ یہ کیمونسٹ تو نہ تھے نیز ماسکو میں سوویت بیورو کریسی اور انٹیلی جنس اداروں سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

جنگ کے چار برس بعد ہارڈ ارڈ کی وائڈنر لائبریری نے جو مبالغی بیچ کے وسط میں ایک ٹریننگ سنٹر میں لندن کی تاریکیوں میں پیرس کی ٹھٹھری ہوئی سردی سے متاثر تھی۔ جرمنی میں ویزبادان کے قریب ایک خالی شراب کی فیکٹری کے قریب مکمل تنہائی میں رہ کر گزارنے والے لمحات یاد کرا دیئے۔ اور مجھے پورے سکون سے سوچنے کا موقع مل گیا۔ وہاں میں نے امریکی انگلش زبان میں تحریر شدہ کنٹری ری کی کہانیوں کے مطالعے سے استفادہ کر کے جدت تلاش کرنے کی کوشش کی۔

اب میرے پاس ایک نیا مضمون تھا۔ کہ روسی لوگوں کا نقطہ نگاہ کیا تھا اس مضمون کے متعلق میں نے بڑے سکون اور غور سے مطالعہ کیا۔ ان فائلوں سے او ایس ایس OSS ادارے کو تباہ کرنے کے متعلق کچھ اشارے ملتے تھے۔ جو دوران جنگ بڑی جلدی سے وجود میں آتے تھے۔

میرے ساتھ روزانہ بیٹھنے والی خاتون رجسٹری کی انچارج جو بڑی پروقار مشہور اور خوش گفتار تھی جو بیٹھی سگار پی رہی تھی۔ وہ بڑی احتیاط سے ایسی فائلوں کی چھان بین کر کے الگ چھانٹ رہی تھی۔ جن کو وہ میرے لئے موزوں سمجھ رہی تھی۔ میں نے چند ایسے لوگوں سے بھی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ جو سوویت یونین کی خاطر یورپ اور مشرقی بعید سے کام کر کے واپس لوٹتے تھے۔ مگر مجھے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔ میں نے پینٹاگون اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے انٹیلی جنس آفیسروں سے جنہوں نے سوویت کارکنوں کو سفارتی کانفرنسوں نیز متحدہ ہائی کمیشن کے اجلاسوں میں اٹھتے بیٹھتے دیکھا تھا۔ مگر پھر بھی مجھے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔ بالآخر میں

لے پھر انہی فائلوں کی چھان بین کرنا شروع کر دی تاکہ مطلوبہ مواد حاصل ہو سکے۔

مئی ۱۹۴۶ء میں مجھے ایک منصوبہ دیا گیا۔ جس کا نام چیف ایس پی ڈی کا ریس (سپیشل پروجیکٹ ڈویژن / سوویت) یہ ادارہ سوویت انٹیلی جنیس سیکشن کا مددگار تھا اور دوسرے دو سیکشن (۱) سوویت یونین۔ (۲) بین الاقوامی کمیونزم تھے) جس میں ایک دفتر بھی شامل تھا۔

کیو بلڈنگ (Que. Building) کے درمیانی لمبے برآمدے کے ایک طرف دوسری منزل پر کمرہ نمبر 2224 واقع تھا۔ یہ ایک ویران دفتر تھا جس پر پوری طرح سے سکوت چھایا ہوا تھا۔ دیواروں پر سوراخ ہی سوراخ نظر آرہے تھے۔ جبکہ چھتوں پہ بارش اور برف کے پانی کے رسنے سے نازک سی چھت پر نشانات اور دھبے پڑ گئے تھے۔ اس میں نہ تو کوئی غالیچہ تھا اور نہ کوئی پردہ۔ ایک سبز پرانی میز اس کی آرائش کا نمونہ پیش کر رہی۔ نیز ایک سبز چار درازوں والی فائلوں کی الماری جسے تالہ لگا ہوا تھا اور دیوار پر ایک سرکاری سبز رنگ کا کلاک لگا ہوا تھا جس کے ساتھ ایک کیلنڈر آویزاں تھا۔ جس پر جمعہ کا دن تنخواہ کا دن) سرخ سیاہی سے میری سیکرٹری نے نشان لگا دیئے۔

پورا نظارہ تباہی کا منظر پیش کر رہا تھا۔ ایک شراب خانہ اور ایک کلب پوری طرح تباہ ہو چکے تھے۔ ایم بلڈنگ کے قریب ایک تہہ خانے میں کیفے ٹیریا کچھ کچھ ٹھیک تھا (ایم بلڈنگ (M. Building) میں او ایس ایس (OSS) کے تختوں پر مختلف قسم کی کئی زبانوں میں تحریریں درج تھیں۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ محکمہ تعلیم کے او ایس ایس کے کارکنوں کو مختلف زبانوں کے ہجے سکھانے کے لئے استادوں کی تحریریں درج تھیں

انتساب!

ان ظالم اور حیوان صفت لیڈروں (لینن ۔ مارکس ۔ سٹالن ۔ خروشیف ۔ بیریا ۔ برژنیف ۔ اندروپوف ۔ چیرننکو ۔ گورباچوف ۔ ترہ کئی ۔ امین ۔ کارمل ۔ نجیب ۔ کے جی بی اور خاد کے ایجنٹوں کے نام جنہوں نے مشرق وسطیٰ ۔ مشرقی یورپ اور وسط ایشیا کے مظلوم مسلمانوں کے قتل عام کے بعد اب افغانستان کے مسلمان اور نہتے عوام کا قتلِ عام شروع کیا ہے ۔

(موسیٰ خان جلالزی)

جرمن اور جاپانی دستاویزات سوویت یونین کے انٹیلی جنس جاسوسوں کے منصوبوں کے متعلق نشاندہی کرتی تھیں۔ یہاں ہم نے محسوس کیا۔ بلکہ دیکھا کہ یورپی علاقے میں روسی جاسوس کس طرح گھس کر ہٹلر کے جاسوسوں سے تبادلہ دستاویزات کرتے تھے۔ جبکہ یہ علاقہ جاپانیوں سے کچھا کچھ بھرا پڑا تھا اور جاپانی ملٹری سفید فام روسیوں کو چن چن کر تلاش کرتی تھی یہیں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ماسکو نے اپنے بڑے منصوبے کیوں اور کیسے ترتیب دیئے۔ اس نے کس قسم کے لوگ تربیت کئے۔ اور ان جاسوسوں کو کس قدر رقمیں ادا کی جاتی تھیں۔ نیز یہ لوگ اپنے جاسوسی کام خفیہ رازدل اور دستاویزات کو کس طرح آگے پہنچاتے تھے اور ہمارے کام سے متعلقہ جرمن اور جاپانی سیکورٹی سروس کا عملہ روسی جاسوسوں کو جو ہمارے دامن میں چھپے بیٹھے تھے۔ کس طرح شکار کرتا تھا۔ ہمیں ایک نقشہ ہاتھ لگا۔ جس پر جاسوسوں کے ملاقات۔ دھوکے سے تعلقات قائم کرنے، جان بچانے، قیدی بنانے اور قیدیوں کو اذیت دینے کے علاوہ جاسوسوں کی رپورٹیں اور ٹیلی گرام کے ذریعے پیغام رسانی اور مائیکرو فلم (چھوٹے فوٹو) تیار کرنے کی مکمل تفصیلات درج تھیں۔ بس یہیں سے ہمیں اس بات کی شہادتیں دستیاب ہو گئیں۔ جو اس نظریے کو ثابت کرنے کے لئے کافی تھیں کہ سٹالن نے اس محب وطنی کے جذبے کے تحت جنگ جیتنے میں روسی جاسوسوں نے اس کی کس طرح مدد کی۔ اور انہوں نے اس جیت میں کیا اہم کردار ادا کیا۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران مشرقی اور مغربی انٹیلی جنس سروسوں اور جاسوسی نظاموں میں اور ان کے طریقہ ہائے کارکردگی میں ایک

بہت بڑا فرق نمایاں نظر آرہا تھا۔ وہ یہ کہ روسیوں نے انسانی جاسوسوں سے مدد لی جبکہ برطانیہ محض مشینی جاسوس پر اکتفا کیے ہوئے تھا مغربی اتحادیوں کے لئے اہم ترین جاسوسی نظام محض الٹرا (ULTRA) تھا جس سے وہ جرمن ملٹری کی انتہائی خفیہ سکیموں کو بروقت مداخلت کر کے ان کے کوڈ ورڈ (خفیہ پیغام) حاصل کر کے اس کا تجزیہ کرنے کے بعد بے نقاب کر دیتے تھے۔

یہ مواصلاتی چوری وہ ایک الیکٹرانک مشین کے ذریعے کرتے تھے جس کا نام انیمیا (ENIGMA) تھا۔ اس مشین کو جرمنوں نے پائیداری سے ایک تجارتی ادارے کی دیوار میں نصب کر رکھا تھا۔ جسے ہر چوبیس گھنٹوں بعد بدل دیا جاتا تھا اور اس کے حاصل کردہ تمام پیغامات وصول کر کے تجزیہ کیا جاتا۔

فرانس اور پولینڈ کے جاسوسی نظاموں نے اس مشین کو استعمال کرنے اور اسے کھولنے کا طریقہ تو حاصل کر لیا تھا۔ لیکن دراصل برطانیہ ایک ایسا ملک تھا جو اس مشین کے پورے نظام کو سمجھ کر اس سے مشابہ مشین تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے جرمن انیمیا مشین کے مواصلاتی نظام سے اپنی مشین کا رابطہ قائم کر کے اس کے تمام خفیہ پیغامات حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔

چنانچہ اپریل ۱۹۴۰ء سے لیکر یورپی جنگ کے اختتام تک برطانیہ اور امریکہ اس مشین کی مدد سے جرمنی کے تمام فضائی اور بری منصوبے خفیہ طریقے سے حاصل کر کے بروقت حفاظتی اقدامات کر لیتے اور جنگ

جیتنے میں کامیاب ہوئے۔ جس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ برطانیہ کی جنگ میں برطانوی لڑاکا جنگی طیارے اور فضائیہ کے افسران اور عملہ جرمنی کے ہوائی حملے کے منصوبے۔ اس میں شامل خوفناک بموں کا نشانہ نیز چھاتہ بردار فوجوں کے اترنے کی جگہ کا قبل از وقت پتہ لگ جانے سے جرمن کے جنگی منصوبوں کو خاک میں ملانے میں کامیاب ہو جانے اور ان کی اس کامیابی کا راز یہی مشین تھی۔

اس مشین سے نہ صرف یورپی کمانڈروں کو اپنے علاقے کے بچاؤ میں مدد ملی بلکہ وہ جرمنی کے فضائی حملے کے متعلق قبل از وقت تمام منصوبوں سے پوری طرح واقف ہو جاتے۔ جس کی وجہ سے وہ جرمنی کی فوجوں کو دھوکہ دے کر ان کا رخ موڑنے میں بڑی حد تک کامیاب ہوتے رہے۔

برطانیہ نے اس مشین کی وساطت سے جرمنی کو ایک ایسے جعلی جنگی منصوبے سے آگاہ کیا۔ جو ان جرمن جاسوسوں کی مدد سے تیار کیا گیا تھا۔ جو جنگ کے دوران برطانیہ میں گرفتار کئے گئے تھے۔ اس جنگی منصوبے میں جرمن کو دھوکہ دینے کے لئے بتایا گیا کہ برطانیہ کی فضائیہ جرمنی پر کیلائس (Calais) کے مقام پر بمباری کرنے والی ہے۔ جرمنوں کی سادہ لوحی اس حد تک بڑھ گئی کہ وہ اس رپورٹ کے تجزیئے کے بعد پوری طرح مطمئن ہو گئے۔ کیونکہ جاسوسی ایجنسی ابہوہر (ABWEHR) کے داخلی جاسوسی نظام نے بھی اس منصوبے کی تصدیق کر دی تھی۔ جس سے اتحادی پوری طرح مطمئن ہو گئے تھے کہ جرمن پوری طرح دھوکہ کھا چکا ہے۔

لیکن جب مقررہ دن آیا تو اتحادیوں کو نہ صرف یہ یقین ہو گیا تھا کہ جرمن کیلائیس میں اپنا دفاع کرے گا۔ بلکہ ان کو یہ بھی اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ جرمن اپنے دفاع کے لئے اس جگہ کس قدر افرادی قوت جھونک رہا ہے۔ تاہم کیلائیس کے بجائے نارمنڈی پر اتحادیوں کے حملے کے بعد ایک بعد دن جرمن کو معلوم ہوا کہ ان کو دھوکہ دیا گیا ہے جس پر ہٹلر نے ڈبل ایکس کمیٹی جو لندن میں اپنے ایجنٹوں اور جاسوسوں کی مدد سے ذاتی طور پر الگ سے جاسوسی کا کام سرانجام دے رہی تھی۔ اس دھوکے کی غرض و غایت اور اسباب دریافت کئے۔

اس مشین کی وساطت سے یورپ میں جلد ہی جنگ پر قابو پالیا گیا ورنہ اس کے بغیر مغربی اتحادی عرصہ دراز تک جنگ بند کرانے میں ناکام رہتے۔ مگر اس کے برعکس مشرقی سرحدوں پر الیبی الٹرا (اینیما) مشین کی سہولت موجود نہ تھی۔ جس کی وجہ سے برطانیہ سوویت یونین کو جو اس وقت مغربی اتحادیوں کا اتحادی تھا۔ ہٹلر کے خلاف اس کامیابی کا راز بتانے میں قاصر رہا۔ تاہم اگر ماسکو کو ان دو جاسوسوں کی طرف مصدقہ اطلاعات موصول نہ ہوتیں جو ایک ٹوکیو اور دوسرا پیرس سے ماسکو کے لئے جاسوسی کر رہے تھے۔ تو ماسکو کا دفاع اور سٹالن گراڈ پر جوابی حملے میں سوویت یونین کو ہرگز کامیابی نہ ہوتی جبکہ جرمن فوجیں سٹالن گراڈ پر جوابی کر کے ماسکو کے دروازے پر دستک دے رہی تھیں تو ان دونوں جاسوسوں نے ماسکو کو جرمن فوجوں کی نفری اور جنگی قوت کی ریڈیو کے ذریعے صحیح اطلاعات فراہم

کرنے کے دفاع کرنے میں بڑی راہنمائی کی۔

ان دونوں جاسوسوں کے کارنامے کو ان ضبط شدہ دستاویزات میں جن کا میں اس وقت مطالعہ کر رہا تھا۔ بڑے نمایاں طور پر سراہا گیا تھا نیز جاپان اور جرمن سیکورٹی عملے کی تحقیقاتی عبارتوں کو پڑھ کر ان کی مکالماتی عبارتوں نے میرے دل میں ان کے لئے بڑی قدر اور عزت پیدا کر دی۔ ان دونوں آدمیوں کی محنت اور جذبے نے میرے دل کو موہ لیا۔ جن کی کاوشوں پر پوری جنگ کے نتائج کا دارومدار تھا۔ وہ دونوں اپنی طرز کے بڑے ذہین اور ہوشیار آدمی تھے اور ان کا ذاتی کردار جاسوسی (انٹیلی جنس) نظام میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ جو ہمیشہ سراہا جائے گا۔

ان دونوں آدمیوں میں سے ایک کا نام رچرڈ سورج (پی۔ایچ۔ڈی) تھا بڑا ہونہار جرمن صحافی جس نے چین اور جاپان میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ دوسرا آدمی لی اوپولڈ ٹریپر تھا۔ یہ یہودی النسل کالج سے فیل شدہ اور پناہ گزین تھا۔ جس نے مغربی یورپ میں جاسوسی کا جال پھیلا رکھا تھا۔ ٹریپر اور اس کے کارکنوں نے سرخ فوجوں کا ہٹلر پر ایسا رعب و دبدبہ جمادیا کہ وہ شل ہو کر رہ گیا اس نے ہٹلر اور ہملر کا برسوں تک پیچھا کیا۔ اور سائے کی طرح ان سے چمٹا رہا۔ ان کاوشوں کے صلے میں اسے لبیانکا کے کیمپ جیل میں دس برس گزارنے پڑے۔ سورج جس کی آخری رپورٹ میں پرل ہاربر حملے کی اطلاعات دی گئی تھیں۔ جاپانیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو کر قتل ہو گیا۔ اس کی خدمات کے صلے میں اس کی یاد میں روسی ڈاک ٹکٹوں پر اس کی تصویر چھاپی جاتی ہے سورج اور ٹریپر یہ دونوں نہ تو کے جی بی کے اور نہ ہی کمیٹی آف سٹیٹ سیکورٹی کے

جاسوس ایجنٹ تھے۔ بلکہ یہ دونوں (ﺍﺣﻣﺤﻢ) گروپ کے یعنی سوویت ملٹری انٹیلی جنس کے کارکن تھے۔ جن کا تعلق سرخ فوج کی مین انٹیلی جنس ایڈمنسٹریشن سے تھا۔ فوجی جاسوسی میں گروپ نے اہم کردار ادا کیا ہے اور کر رہی ہے جو جنگ کے دوران یا جنگ چھڑنے سے تھوڑا عرصہ پہلے یورپ اور ایشیا میں پھیل کر ماسکو کے لئے خفیہ اہم فوجی نوعیت کے راز فراہم کرتی ہے۔

ایک نازی صحافی کی داستان

سورج ہمبرگ سے جنگ کے دوران ہی ماسکو کی طرف چل پڑا تھا۔ ۱۸۹۵ء میں قازقستان میں پیدا ہوا۔ ایک محب وطن جرمن کا بیٹا تھا۔ جو تیل تلاش کرنے والی ایک کمپنی میں آئیل ڈرلر کا کام کرتا تھا۔ اس کی ماں روسی تھی۔ وہ اپنے کنبے کے ہمراہ سکول میں داخل ہونے کے لئے برلن آیا۔ انیس برس میں کیسر کی فوج میں بھرتی ہو گیا۔ تین مرتبہ زخمی ہوا۔ اپنے دوسرے ہمعصروں کے ساتھ ہی مایوسی کے عالم میں بڑی مشکل سے جنگ سے جان چھڑا کر بھاگ گیا اس نے دوسرے لوگوں کی دیکھا دیکھی کارل مارکس کا مطالعہ کیا۔ وہ ایک بڑا ہونہار طالب علم تھا پولیٹیکل سائنس میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اپنی تعلیم مکمل کر لینے کے بعد ہمبرگ میں جرمن کمیونسٹ پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ کمیونزم کے پرچار میں بڑی جانبازی دکھائی۔ گلی کوچوں میں لڑائیاں لڑیں۔ حتیٰ کہ پارٹی کے اہم ترین افراد میں شامل کر لیا گیا۔ چنانچہ سیاسی انٹیلی جنس میں اسے بین الاقوامی ہیڈکوارٹر کمیونسٹ پارٹی یا کمنتران کا اہم فرض سونپا گیا۔ آئندہ پانچ برسوں کے لئے اسے خفیہ راز حاصل کرنے کے لئے جاسوسی کے لئے منتخب کر لیا گیا اس سلسلے میں اسے ماسکو

میں تربیت دی گئی۔ جس کے بعد اسے یورپ میں خفیہ فرائض سرانجام دینے کا کام سونپا گیا۔ جہاں وہ کیلیفورنیا سے سیدھا ہالی وڈ فلم انڈسٹری میں کام حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اور برطانیہ میں سیکورٹی عملے سے بھی ملاقات کی۔ چنانچہ اس نے اپنے طور پر جرمنی برلن میں ایک تاجر کی حیثیت سے ڈاکٹر رچرڈ سورج کی حیثیت سے ہی ٹریولنگ ایجنسی کھولی۔ جس کی آڑ میں خفیہ جاسوسی راز حاصل کرنے کا اسے خاصا موقع فراہم ہوگیا۔ یہ ایک واحد شخص ہے۔ جس نے بغیر جعلی دستاویزات اور بغیر کسی خود ساختہ من گھڑت لائف سٹوری کے زندگی بسر کی۔ اور ایک کھلی کتاب کی طرح کام کرتے ہوئے دوسرے لوگوں کے لئے مشعل راہ بنا۔

ہمیشہ ایک کارآمد کارکن ثابت ہونے کی وجہ سے وہ کنٹرول میں ہر دلعزیز ہوگیا۔ چنانچہ (GRU) گرو کے چیف جنرل آیاں برزن نے ۱۹۲۹ء میں سورج کو جرمن (برلن) سے تبدیل کر کے اہم مشن پہ چین بھیجدیا۔ اسے گرو کے بکھرے ہوئے کارکنوں اور دفاتر کو یکجا کرنے کا کام سونپا گیا۔ چنانچہ چین میں سول وار کی وجہ سے گرو کے ختم شدہ کام اور بکھرے ہوئے اثاثوں کو اکٹھا کرنے اور ان میں مزید وسعت دینے کی مانگ کی گئی۔ اس کے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ جنگجو قوموں کے ملٹری اسلحہ کی نوعیت اور قوت کا اندازہ لگانے کے ساتھ ساتھ چین میں جاپان کے نظریات کا اندازہ لگائے اور اس بات کا جائزہ لے کر اسے سیاسی سطح پر کس قدر حمایت حاصل ہے۔ سورج چین میں مقیم امریکہ کے وائس کونسل کے گھر خرچے میں برابر کا شریک مہمان کی حیثیت سے قیام پذیر ہونے میں کامیاب ہوگیا اور وہیں اس نے ایک کوارٹر میں اپنا جاسوسی ریڈیو آپریٹر سیٹ کر کے ۱۹۲۹ سے ۱۹۳۲ء

تک لگاتار چار سال تک اپنے جاسوسی کام کو ترتیب دے کر اپنے مقاصد حاصل کرتا رہا۔

۱۹۳۳ء میں ماسکو کو نہ صرف ہٹلر کی طرف سے مغرب میں دی گئی دھمکی کا تھا۔ بلکہ جاپان کی مشرقی کارگزاریوں سے بھی بڑی پریشانی تھی۔ اس وجہ سے سورج کو چین سے ٹوکیو میں طلب کیا گیا اور اپنا جاسوسی اڈہ ٹوکیو میں قائم کرنے کا حکم دیا گیا۔ آئندہ نو برس تک کے عرصے میں جاپان کے سائبیریا پر حملے کی دھمکی نے گرد کو ایشیا میں منچوریا میں اپنا جاسوسی کا اڈہ قائم کر کے خفیہ طور پر اس دھمکی کا جائزہ لینے کے لئے سرگرم عمل ہونا پڑا۔

جنرل برزن کا سورج کو ٹوکیو میں متعین کرنے کا فیصلہ ایک کامیاب جوا ثابت ہوا کیونکہ اسے ایک سفید فام جاسوس ایجنٹ سے جاپان جیسے سخت گیر ملک میں جہاں حفاظتی انتظامات اس قدر سخت تھے اور ملٹری کی ڈکٹیٹر شپ میں رہ کر اس قدر دانشمندی اور ہوشیاری سے خفیہ راز فراہم کرنے کی چنداں امید نہ تھی۔ جبکہ سورج نے جنرل برزن کی توقعات کے خلاف بڑی کامیابی سے مؤثر طریقے پر سرانجام دیا۔ حالانکہ اس نے سورج کو محض آزمائشی طور پر وہاں بھیجا تھا۔ ایسے لنگر کی مانند جسے پانی کی گہرائی معلوم کرنے کے لئے سمندر میں ڈالا گیا ہو

۱۹۳۴ء سے جب سورج ٹوکیو پہنچا وہ ۱۹۴۱ء تک برابر کامیابی سے کام کرتا رہا حتیٰ کہ ۱۹۴۱ء میں سورج گرفتار ہو گیا۔ اور اپنی گرفتاری کے وقت تک سورج نے جنگی نوعیت کے جاپانی رازا ور جرمن کی قوت کے صحیح انداز سے ماسکو کو آگاہ کر کے اپنے دونوں دشمنوں کے تمام پالیسی فیصلوں کے راز

فاش کر کے اپنی عمر کے اس دوران اس صدی کے اہم ترین جاسوسوں میں اپنا نام اور مقام پیدا کیا۔ نیز ماسکو کو اپنی جنگی پالیسیاں صحیح خطوط پر استوار کرنے میں بڑا مددگار ثابت ہوا۔

ماسکو سے سورج نے اپنے ساتھ صرف مٹھی بھر ساتھی اپنی ٹیم کے لئے منتخب کئے۔ جن میں سے دو چینی ایجنٹ اور دو نئے ایجنٹ شامل تھے اور یہ دونوں نئے ایجنٹ ایک پیرس اور دوسرا لاس اینجلز کا باشندہ تھا۔

لیکن دونوں پرانے جاسوس چینی ساتھی ایک کا نام میکس کلوسین تھا۔ جو گروہ کا نمائندہ ریڈیو آپریٹر تکنیشن جو جرمن کے لئے ہر آمدی فرم میں سیلز مین تھا دوسرے کا نام اوزاکی ہوزومی تھا جو جاپانی جریدے کے لئے شنگھائی میں نامہ نگار تھا۔ اسے سورج نے ایک امریکی کمیونسٹ صحافی کی مدد سے چین میں تربیت دی تھی۔

اوزاکی نے ٹوکیو کی جاسوسی دنیا میں ایک ہلچل مچادی۔ وہ ایک مالدار جاپانی کنبے کا بگڑا ہوا فرد تھا۔ جس کے جاپانی حکومت کے بڑے بڑے اہلکاروں سے تعلقات اور سماجی سوسائٹی میں بڑا مقبول تھا اور مارکسزم کے لئے بڑی جفاکشی اور قربانی سے کام کر رہا تھا۔ وہ اپنی جوانی میں ہی کمیونسٹ ہو گیا تھا مگر اس نے کمیونسٹ پارٹی میں کبھی بھی حصہ نہ لیا۔ اسی وجہ سے جاپان میں اس کا ریکارڈ صرف تھا۔ اور اسے کوئی بھی شک کی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا۔ ٹوکیو میں اس کی کامیابی ایک بیاماذیہ بھی تھا۔

سورج کی قابل ٹیم نے اس کے سابقہ دو ساتھیوں سے ماسکو میں ملاقات کرا دی۔ ان میں سے ایک کا نام برانکو فوکلیش تھا۔ جو یوگوسلاویہ سے ملک بدر

کیا جا چکا تھا اور پیرس میں گروپ کے لئے ایک صحافی کی حیثیت سے جاسوسی کا کام سرانجام دے رہا تھا۔ اور دوسرے کا نام ہیگی یوٹوکو تھا۔ یہ ایک جوان فن کار کیلے فورنیا کا شہرت یافتہ لاس اینجلز میں کمیونسٹ پارٹی کا ممبر تھا۔

ٹوکیو میں جا کر سورج نے اپنی زندگی کا آغاز ایک خطرناک راہ اختیار کر کے بڑی عقلمندی اور دانشمندی سے شروع کیا۔ وہ جرمنی جا کر نازی پارٹی میں بھی شامل ہوا۔ اس کے کفیل نے اس کی بڑی پر زور سفارش کی تھی۔ جس کی وجہ سے اسے پارٹی میں قبول کر لیا۔ چنانچہ اس نے موقر جریدہ فرینکفرٹ زی ٹنگ کے ٹوکیو کے صحافی کی حیثیت سے کام شروع کیا جس کے نتیجے میں اسے جاسوسی کی دنیا میں اونچا مقام حاصل ہوا۔ اس نے برلن میں کمیونسٹ پارٹی کا پرزور پرچار کر کے اپنے مستقبل کو خوب چمکایا۔ گوبلز نے خود اس کی دعوت میں شرکت کی۔ اگر گیسٹاپو کے جاسوس اس کی ممبر شپ درخواست کو بغور دیکھ لیتے تو ہمبرگ میں کمیونسٹ پارٹی کا ممبر ہونے کی وجہ سے اسے جیل جانا پڑتا۔

ایک ایک کر کے پانچوں آدمی ٹوکیو میں جا کر آباد ہو گئے۔ وہ ٹوکیو کے سماجی اور ثقافتی حلقوں میں کھلے بند دل ہر ایک سے بلا جھجک ملنے اور عام لوگوں کی طرح اٹھتے بیٹھتے۔ وہ ٹوکیو کے سماجی اور سفارتی حلقوں میں بڑے مقبول ہو گئے۔ اب یہ تینوں پیشہ ور صحافی ساتھی ایک جرمن ناجیر اور ایک جاپانی فن کار یہ پانچوں ساتھی ٹوکیو کے بین الاقوامی حلقوں میں کافی مقبولیت حاصل کر چکے تھے۔

تین صحافی جاسوسی کا منبع تھے اور تینوں نے اپنے کام کو تین حلقوں میں

فہرست مضامین

تقسیم کر رکھا تھا۔ ان کے نشانے میں نمبرا جرمن سفارت خانہ نمبر۲ جاپانی کیبنٹ اور ملٹری ہائی کمان برائے چین نمبر۳ اور مغربی سفارتخانے تھے۔

حلقہ نمبرا۔ ڈاکٹر سورج حلقہ نمبر۲۔ اوزاکی اور حلقہ نمبر۳۔ فوکلش کے زیر نگرانی تھے۔

ان تینوں صحافی ساتھیوں نے اپنے جاسوسی کام کو کھلے بند دل سماجی میل جول کی آڑ میں شروع کر رکھا تھا۔ صبح ناشتے کی میز پر ان کے ساتھ دو یا تین آدمی ضرور دکھائی دیتے۔ اور اسی طرح اپنی دوستی کو پھیلانے میں دوپہر کے کھانے اور شام کے وقت بھی چند ایک مہمانوں کو ہمیشہ مدعو رکھتے۔ وہ عموماً اپنے جاپانی دوستوں کے ساتھ شام کو شراب نوشی کرتے اور کلب میں ناچتے لیکن سب لوگ چلے جاتے تو یہ تینوں وہیں رک جاتے اور بعد میں اپنا خفیہ کام پورا کرتے۔ کلوزن کے لئے بھی کوئی فکر کی بات نہ تھی۔ حالانکہ اس نے اپنے ایک دوست کے گھر ریڈیو ٹرانسمیٹر نصب کر رکھا تھا۔ اس کے باوجود وہ کبھی بھی چھپ چھپا کر نہیں گھومتا پھرتا تھا۔

سورج کے سخت قوانین جاسوسی نے آٹھ برس تک تینوں کے کردار پر کسی کو شک کی نگاہ نہ ڈالنے دی۔

پہلا اصول یہ تھا کہ جاپانی کیمونسٹوں اور یا مشکوک کیمونسٹوں سے قطعی میل جول نہ رکھا جائے۔ حتیٰ کہ روسی سفارتخانے کے کسی بھی ممبر سے ملاقات نہ کی جائے۔ بلکہ ان کا سامنا کرنے سے گریز کیا جائے۔

دوسرا اصول یہ تھا کہ روس کے رائج الوقت طریقۂ جاسوسی کو ہرگز نہ اپنایا جائے اور نہ ہی کوئی نیا ایجنٹ جاسوس تربیت دیا جائے۔ اس لئے یہ

تینوں آدمی پر ضروری خفیہ راز حاصل کرنے کے لیے اس وقت تک کوشاں رہتے۔ جب تک اپنے مقصد کو نہ پا لیتے۔ کیونکہ اگر وہ کسی کو اپنا ایجنٹ بنا لیتے تو لوگوں کو ان کی اصل حالت کی خبر ہو سکتی تھی۔ اسی وجہ سے تو کبھو میں ان ان پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا۔

تیسرا اصول دیگر تمام اصولوں سے پیچیدہ تھا۔ یعنی کسی سے کسی قسم کا سوال نہ کیا جائے اور گفتگو کے وقت صرف سوالوں کے جوابات دیئے جائیں۔

صحافی لوگ فطری طور پر بڑے دانشور اور چالاک ہوتے ہیں۔ شہروں میں اچھے تعلقات پیدا کرنا ان کا معمول کا کام ہوتا ہے۔ کیونکہ ذہانت کے لحاظ سے بھی ان کے پاس کافی ذہنی مواد موجود ہوتا ہے۔ تاکہ وہ سفارتخانوں اور بیرونی ممالک کے دفاتر کے متعلق سوالات کرنے والوں کو۔ صحیح اطلاعات فراہم کر سکیں۔

سورج کی ایک خاص خوبی یہ تھی کہ اسے اپنے آپ پر پورا اعتماد تھا۔ ایک کامیاب جاسوس وہی ہو سکتا ہے۔ جس کے پاس اطلاعات کا وسیع ذخیرہ موجود ہو۔ چنانچہ سورج اوزاکی اور فوکلیش وسیع معلومات رکھنے کی وجہ سے لوگوں کو مفید معلومات فراہم کر کے کافی مقبولیت حاصل کر چکے تھے اور بلی (ہری روبینز کی) نے روس کی جاسوسی اور انٹیلی جنس دنیا میں آج تک ان تینوں آدمیوں سے بڑھ کر کامیاب آدمی نہیں پایا۔ کیونکہ انہوں نے ہر موقع سے فائدہ اٹھانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

نازیوں کے بارے صحیح تصدیقات اور معلومات حاصل کر لینے کے بعد سورج کے پاس اصلی اصلی اطلاعات اور معلومات کا اس قدر بیش قدر

ذخیرہ موجود ہو چکا تھا کہ جرمن لوگ گفتگو کے کسی موضوع پر بھی اس پر اجنبی ہونے کا شک نہ کر سکے۔ لہٰذا اس کی یہ خود حاصل کردہ معصومیت لیے جرمن سفارتخانے میں داخلے کے لیے بڑی مددگار ثابت ہوئی اور تجارتی حلقوں میں بھی اسے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ سورج کو ۱۹۳۸ء میں اسے ٹوکیو نازی کالونی میں ملازمت کی پیش کش کی گئی جسے اس نے وقت کی کمی کے باعث ٹھکرا دیا۔ وہ تو دراصل ایک جرمن آفیسر میجر آٹ (MAJOR EUGEN OTT) جو کہ اپنے سفارتخانے کا ملٹری اٹیچی اور بعد میں سفیر بن گیا تھا۔ اس پر اپنی پوری توجہ مرکوز کیے ہوتے تھے۔ شروع میں تو آٹ (OTT) کے پاس نہ تو اتنا وقت تھا اور نہ ہی اس قدر معلومات تھیں۔ جس کی وجہ سے وہ ایک نازی جرنلسٹ کے بارے میں کچھ جان سکے۔ لیکن جب اس نازی جرنلسٹ کی فراہم کردہ اطلاعات اور معلومات برلن کے لیے بڑا گرانقدر معلوماتی خزانہ ثابت ہوئیں جو آٹ (OTT) کی حیثیت سے کہیں بڑھ کر تھیں اور اس کی ترقی اور قابلیت کا سکہ جمانے میں مددگار ثابت ہوئیں۔ تب سورج کو آٹ (OTT) کے سفیر بن جانے کے بعد اس کے ساتھ ہر روز صبح ناشتہ کرنے کا موقع فراہم ہونے لگا۔ سورج نے موقع کو غنیمت جانا اور ناشتے کے وقت سورج آٹ (OTT) کو گزشتہ روز کی پوری سرگزشت سناتا چنانچہ سورج کو آٹ کی روزانہ مصروفیات کی کارگزاری (ڈائری) لکھ کر روزانہ برلن بھیجنے کا موقع فراہم ہو گیا۔ اور اس طرح آٹ کا معتمد خاص بن گیا۔

ایک دفعہ میجر (آٹ) نے سورج سے کہا کہ آپ سرکاری ہرکارے کے طور پر منیلا اور ہانگ کانگ جائیں۔ حالانکہ سورج بحیثیت (روسی) سوویت

ایجنٹ کے اپنے جاسوسی نیٹ ورک میں پوشیدہ ہزاروں اہم کاغذات اطلاعات اور فلمیں ایک روسی ہرکارے کو منیلا میں پہنچا چکا تھا اور ایک دوسرا روسی ہرکارہ ہانگ کانگ میں گروہ ([illegible]) کے فنڈ (رقمیں برائے اخراجات) فراہم کر چکا تھا اور سوویت ایجنٹ بہت کم ہی جرمن سفارت کاروں کے ہرکارے کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔

اوزاکی جس کے چین کی بود و باش کے ماہر نے اسے کچھ لو اور کچھ دو کی صورت سے دوچار کر کے گومگو کی حالت میں لا کھڑا کیا۔ اس نے اپنے حکومت جاپان کے اعلیٰ افسران اور یہاں تک کہ شاہزادہ کونوئے اور وزیر اعظم کے ساتھ تعلقات استوار کر لیتے تھے۔ وہ شاہزادہ کونوئے کے بہت ہی قریب ترین معتمدین اور مشیران خاص میں اپنا مقام بنا چکا تھا۔ حتیٰ کہ ۱۹۳۸ء میں چین جاپان ([illegible]) کی کمیٹی کا سیکرٹری اور کیبنٹ میں مشیر خاص بن چکا تھا۔ جب اوزاکی کو کیبنٹ کی ملازمت سے الگ کیا گیا تو وہ ٹوکیو میں انٹیلی جنس آفیسر مقرر ہو گیا۔ اور جنوبی منچوریا کے ریلوے سٹیشن پر فوجی کمانڈر کی حیثیت سے جاپانی فوجوں کی منچوریا کے علاقے میں جاپانی فوجوں کی نقل و حمل کے بارے میں ماسکو کو ایسی اطلاعات فراہم کرنے لگا جو کہ ماسکو کو بڑی اہمیت کی حامل تھیں۔

ادھر ووکلیش نے بھی اپنے کام میں بڑی کامیابی حاصل کر لی تھی اس کی ماہرانہ اطلاعات جو کہ فرانس اور یوگوسلاویہ کے اخباروں میں چھپ چکی تھیں اسے ہوا از اور فرانس کی سفارتی سطح پر خصوصی صحافی منوانے اور اس کو ان کے سفارت خانوں میں خاص مقام دلوانے میں ایک مددگار اثاثہ ثابت

ہو گئیں چنانچہ وہ برطانیہ اور امریکہ کے سفارتی حلقوں میں ایک بیش بہا معلوماتی خزانہ مانا جانے لگا۔ حالانکہ یہ سب اطلاعات اس کو سورج اور اوزاکی فراہم کرتے۔ جن کو یہ بدلے میں برطانیہ اور امریکہ کی خاص اطلاعات اور انکی مشرق بعید کے متعلق پالیسیوں سے سوویت یونین کو مطلع کرتے تھے۔ اس پر مزید یہ کہ کلوزن جاپان کے متعلق فراہم کردہ تجارتی اطلاعات اور میگی سے فوجی اور جاپانیوں کے متعلق فراہم کردہ معلومات ہزاروں اہم کا غذات اور اطلاعات ماسکو کے لیے بڑی اہمیت کی حامل تھیں۔ گزشتہ آٹھ برسوں میں سینکڑوں خصوصی پیغامات بذریعہ تار اور بہ کاروں کی وساطت سے ماسکو پہنچ چکے تھے۔ جو کہ ایک بڑی طاقت کی پشت پناہی اور بے پناہ اخراجات کے بغیر ممکن نہیں۔

کسی جاسوسی اپریشن کے لیے جاسوسی مواد کی یہ تعداد کافی نہیں، اور نہ ہی ہر ایک رپورٹ فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔ البتہ ان تمام رپورٹوں میں سے چند ایک خاص رپورٹیں ضرور ہوتی ہیں جو کسی ملک کے لیے بہت مفید ثابت ہوتی ہیں اور انہی رپورٹوں پر اُس ملک کی بڑی پالیسیوں اور فیصلوں کا دارومدار ہوتا ہے۔ اور اس میں سورج کی رپورٹیں ۱۹۴۱ء میں روسی پالیسی سازی میں اپنا نمایاں حصہ اور کردار ادا کر چکی ہیں۔

۱۹۳۵ء میں جب اوزاکی چین کے مطالعاتی گروپ کا ممبر تھا اُسے جاپان کی سیاسی اور اقتصادی پالیسیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے پر مامور کیا گیا تھا۔ تاکہ آئندہ برسوں میں وہاں کی جاپانی معاشیات سے متعلق پالیسی سے

آگاہی ہو سکے۔ اس کی فراہم کردہ تصاویر کے البم نے یہ ثابت کر دیا کہ واقعتاً جاپان روس کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتا بلکہ چین میں اپنی اقتصادی اور معاشی کوششوں کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتا ہے۔

۱۹۳۶ء میں سورج نے جاپانی فوج کی بغاوت اور اس کے بغاوت کی وجوہات کے متعلق پیش گوئی کر کے "یہ بغاوت ناکام ہو جائے گی" سے اپنی قابلیت کا لوہا منوالیا۔ اور اپنی کئی محنتوں کاوشوں کا پھل پایا۔

اُس نے پھر ایک پیش گوئی کی کہ "جاپان چین پر چھا جائے گا۔ اور پھر ۷ جولائی ۱۹۳۷ء میں ماسکو کو دوبارہ یقین دلایا کر یہ بتا کر کہ چین کی فوجیں جنوب کی طرف بڑھ رہی ہیں نہ کر سائبیریا کے سامنے۔

جب جرمن اور جاپان کا روس کے خلاف سیاسی اور فوجی اتحاد کا معاہدہ طے پایا تو اس کی اطلاع خود ان ممالک کے حکمرانوں اور عوام تک پہنچنے سے ایک ماہ پہلے ہی ماسکو کو معلوم ہو چکی تھی۔

جب ہٹلر نے جاپان پر روس اور برطانیہ کے خلاف جنگ میں شریک ہونے کا دباؤ ڈالا تو سورج نے بڑے انہماک کے ساتھ ان اطلاعات کو ماسکو روانہ کیا اور یہ پیش گوئی کہ جو جاپانی آج انکار کر رہا ہے وہ بالآخر روس کے خلاف جرمن کے ساتھ جنگ میں ضرور شریک ہو جائے گا۔ اس پر ماسکو سے سورج کو پیغام ملا کہ تمہارا یہ فیصلہ سوویت یونین اور جرمن کے درمیان جنگ نہ کرنے کے معاہدے پر دستخط کرنے سے سٹالن کو تذبذب میں ڈال رکھا ہے۔ اس دھمکی کی وضاحت کی جائے۔

چنانچہ مئی ۱۹۴۱ء میں اگلے ہی ماہ میں جاپان کے سائبیریا پر حملے نے اس بات کو سچ کر دکھایا۔ اور سورج اپنے فرائض سے سرخرو ہوا یکم مئی کو ہٹلر نے جاپان سے کہا کہ وہ ۲۲ جون کو روس پر حملہ کر دے اور مشرق میں روس پر حملہ کرنے کے لیے جاپانی فوج طلب کر لی۔

جرمنی کے اس جنگی منصوبے پر جاپان پارلیمنٹ میں بڑے غور و خوض کے بعد تمام ممبران پارلیمینٹ کو آگاہ کر دیا گیا۔ چنانچہ اوزاکی (جو اس وقت منچوریا کے جنوبی ریلوے اسٹیشن پر متعین تھا) نے یہ تمام روداد سورج کو سنا دی جس نے ۱۲ مئی کو تمام تر کارروائی اور جاپانی منصوبہ ماسکو تک پہنچا دیا اور ماسکو اطلاع دی کہ جاپانی فوج سوویت بارڈر پر ۲۰ جون کو حملہ آور ہو جائے گی۔ اس نے صرف دو دن پہلے کا وقت دیدیا۔ مگر حملہ یقیناً ۲۲ جون کو کیا گیا۔ اس سے جاپانی فوج کے اس ارادے کی عکاسی ہوتی تھی کہ وہ موسم سرما میں برف باری کی وجہ سے شمال یا جنوب میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اسی لیے انھوں نے جون کو ماہ جنگ منتخب کیا۔

۳ اکتوبر کو کیبنٹ نے ایک میمورنڈم (فیصلہ) صادر کیا کہ اور اس کی اطلاع اوزاکی کو بھی مل گئی جس میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ جاپانی افواج پیسفک اور جنوب مشرقی ایشیا کے مقابلے میں جنوب کی طرف سے حملہ آور ہوں گی۔ اور منچوریا میں جاپانی فوج جنوب کی طرف سپلائی کرنے کے لیے ناکافی ہو گی۔

اس خبر سے ماسکو بڑی سرعت کے ساتھ اپنے سائبیریا کے ڈوجی ڈویژنوں کو مذہب کی طرف حرکت میں لے آیا۔ اس نے اپنی پوری قوت ماسکو

کو بچانے پر مامور کر دی۔ نتیجتاً جرمن نے جنگ ماسکو میں شکست کھائی اور سوویٹ یونین نے ماسکو کو بچالیا۔

سائبیریا ڈویژن نے اپنی تمام فوجوں کو سٹالن گراڈ کے گرد جمع کر لیا۔ تاکہ جرمن فوج کو پیچھے دھکیل کر اس پر بھرپور جوابی حملہ کیا جاسکے۔

اگر جنگ شکست کی صورت اختیار کر لیتی تو یقیناً سورج کے جال میں آئے ہوئے کئی ڈویژن فوج کا خاتمہ تھا۔

چنانچہ سورج کے جال کا خاتمہ اکتوبر کے فیصلہ کن پیغام کے چند یوم بعد ہوا جس میں دو عورتوں نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔

اُن کی پہلی خاتون ایک جاپانی کمیونسٹ کی بیوی تھی جس کا نام اتورِتسو تھا اور وہ میاگی کی سب ایجنٹ تھی۔ اور لاس اینجلز کی ایک نوجوان فنکارہ تھی۔ سورج کے اس اصول نے میاگی پر کوئی اثر نہ کیا کہ نئے ایجنٹ تربیت نہ کئے جائیں۔ بلکہ وہ اس کے برعکس چلتا رہا۔ رِتسو پر کمیونسٹ پارٹی کی خفیہ پولیس کو شک تھا۔ چنانچہ پولیس نے اس کی بیوی سے باز پرس کی جس پر یہ شک حقیقت ثابت ہوا۔ جس کے نتیجے میں رِتسو نے میاگی کو گرفتار کرا دیا۔ اور میاگی نے اپنے دوست سورج کو۔

میاگی کی گرفتاری کے ساتھ ہی سورج نے اپنے اس اپریشن کو ختم کرنا چاہا۔ مگر اس کی ایک جاپانی لڑکی جو کہ ایک خوبصورت ڈانسر تھی۔ اس پر دیوانہ وار فریفتگی نے اسے شہر میں چند یوم تک روکے رکھا۔ کیونکہ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ فنکارہ لڑکی جاپانی پولیس کی ایجنٹ تھی۔

جاپانی سیکورٹی پولیس نے کلوزن کے غیر قانونی ریڈیو سیٹ پر چند سال پہلے قبضہ کر لیا تھا۔ مگر ۱۹۴۰ء میں جرمنی سے بہت عمدہ قسم کے سمت معلوم کرنے کے آلات درآمد کرنے کے باوجود وہ ٹوکیو کے علاوہ کسی اور جگہ سے کوئی ریڈیو تلاش کرنے میں ناکام رہے۔ بڑی ہی کاوشانہ کوششوں کے بعد جاپانی سیکورٹی فورس صرف یہ معلوم کر سکی۔ بڑی اونچی سطح پر کے ذرائع سے بیرون ممالک سے ریڈیائی لہریں آتی ہیں۔ کرنل اوساکی جو کہ جاپانی انٹیلی جنس کا کاونٹر انٹیلی جنس سربراہ تھا اُس نے جاسوسوں کے ناموں کی ایک لمبی فہرست پیش کر دی جس میں سورج اوزاکی اور فوکلیش کے نام بھی شامل تھے۔ کرنل نے اُس فنکارہ کو سورج سے آنکھ کے اشارے سے متعارف کرایا۔ جس نے بعد میں سورج سے سب کچھ حاصل کرنے کے لیے فجی کلب میں بہت کاوش کی۔

ایک کلب میں اس نے دیکھا کہ کوئی شخص سورج کی میز کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کی طرف کاغذ کا مڑا ہوا ٹکڑا پھینک کر چلا گیا ہے۔ وہ سورج کے ساتھ شہر کے ذیلی علاقے میں چلی گئی جہاں سورج نے ایک پائے خانے میں جا کر اس رقعہ کو پڑھا اور زمین پر پھینک دیا۔ کرنل نے اُسے فون پر خبردار کیا کہ وہ اس کاغذ کے ٹکڑے کو اٹھا لائے تاکہ گواہی کے طور پر پیش کیا جا سکے۔ چنانچہ اگلے ہی یوم سورج کو گرفتار کر لیا گیا۔

اُس کاغذ کے ٹکڑے پر جو پیغام درج تھا وہ ان الفاظ میں تھا۔

"جاپانی افواج اقوام متحدہ امریکہ کے بحری مستقر پرل ہندرگاہ پر ۱۶ نومبر

کی صبح کو حملہ آور ہو رہی ہیں۔"

۱۹۴۲ء کے موسم بہار آئی سورج سے جواب طلبی اور تفتیش پر سورج نے تصدیق کر دی کہ کلوزن نے یہ پیغام بھیجا تھا۔ مگر کلوزن نے صحت جرم سے انکار کر دیا۔ تاہم اس وقعہ کے شواہد نہ مل سکے کہ آیا سٹالن نے اس پیغام کو روزولٹ کی طرف ریلے کیا تھا یا نہیں۔

سورج کی گرفتاری کے بعد ٹوکیو میں جرمن سفارت خانے کو چند یوم پہلے اطلاع موصول ہوئی تھی کہ سورج ہمبرگ کا کیمولنسٹ ہے۔

سورج دراصل لینن ہو چی منہ اور اٹلی کے ٹوگلیٹی جیسے کیمونسٹ لوگوں کی صف اول کا کارکن اور انتہائی ذہین تھا اور یہ لوگ پہلے وقتوں میں بڑے مقبول تھے۔ لیکن آج ان کا کوئی بھی نام نہیں لیتا۔ اُس نے بھی دوسرے لوگوں کی طرح دنیا میں جاسوسی میں مقام پیدا کیا۔ کوئی شخص اس کے خفیہ لیٹر بکس اور نہ ہی کوئی خفیہ تحریر اس وقت سے لے کر آج تک نہ پا سکا۔ نہ تلاش کر سکا۔ بلکہ اس کا جاسوسی رسل و ترسیل کا اپنا ایک انوکھا ڈھنگ تھا۔ وہ اپنے وقت کا ایک اہم اور مانا ہوا جرنلسٹ اور جاسوس آفیسر تھا۔ اس کے لگائے گئے اندازے چین اور جاپان میں بیٹھ کر ماسکو کو اپنے مکمل اعتماد میں لے کر نہ صرف اس نے ماسکو صفحہ ہستی سے مٹ جانے سے بچا لیا بلکہ ماسکو آج اسی کی کوششوں کی وجہ سے پھل پھول رہا ہے۔ بلکہ دوسرے الفاظ میں ہیروشیما کی تباہی کا اصل محرک یہی ہے۔

اس نے جیل میں بھی رہ کر مطالعہ کی ضرورت پر زور دیا۔ اُس نے اپنی زندگی

پیش لفظ

۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء میں جب سوویت فوج نے براہِ راست افغانستان پر حملہ کیا تو ایک طرف پڑوسی ممالک کو خطرے سے دوچار کیا اور دوسری طرف جنوبی ایشیاء میں امن و آشتی کو خطرے میں ڈال دیا۔ گذشتہ آٹھ سال سے افغان مجاہدین نے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں محض قوت ایمانی اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی مدد سے سرخ سامراج کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ اور دنیا کی یہ نام نہاد سپر طاقت افغانستان میں اپنی جارحیت کے آخری سانس لے رہی ہے۔ آج افغانستان کی پچاس فیصد سرزمین مجاہدین کے کنٹرول میں ہے۔ چنانچہ افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں زچ ہو کر سوویت استعمار نے پاکستان کے خلاف پروپیگنڈے اور دہشت گردی کا نفسیاتی محاذ کھول دیا جس کے ذریعے ایک طرف مہاجرین کے خلاف مقامی آبادی کے دلوں میں نفرت پیدا کرنا اور دوسری طرف حکومت پاکستان اور عوام پر دہشت گردی کے ذریعے دباؤ ڈال کر اپنی مرضی کا سمجھوتہ مسلط کرنا ہے۔ چنانچہ سرخ استعمار کے اس مکروہ عمل میں اس کے پروردہ وطن فروش نام نہاد دانشوروں، صحافیوں، اور سیاست دانوں نے اس کا پورا پورا ساتھ دیا۔ لیکن اس کے باوجود کمیونسٹ استعمار ملت پاکستان کو مرعوب نہ کرسکا۔ چنانچہ آخری حربے کے طور پر سرخ استعمار نے اپنے دیرینہ اور پرانے حلیف برہمنی استعمار کی

کا تمام وقت جاپان کی زبان دانی، ثقافت تواریخ اور اپنے نشلنے تک رسائی حاصل کرنے میں صرف کر دی۔ حتیٰ کہ وہ میاگی اور اوزاکی کے ساتھ زیادہ تر جاپان کے فنون اور تاریخ پر بحث کرتا تھا نہ کہ تجارت پر اس کی گرفتاری کے وقت اس کی لائبریری میں جاپان کے متعلق تقریباً ایک ہزار کتب موجود تھیں، اور اس نے کہا کہ یہ سب کتابیں میں نے انٹیلی جنس کا امتحان پاس کرنے کے لیے اکٹھی نہ کی تھیں بلکہ اپنی بنیادی تعلیم اور جاپان کی مشکلات سے آگاہی کے لیے تھیں۔

سورج اگرچہ ایک ذہین آدمی تھا۔ مگر وہ عیاشی کا مرقع اور ایک اوباش انسان جس کو شراب اور عورتوں سے بڑی محبت تھی۔ اور ہر وقت زنا کاری اور شراب کے نشے کا متوالا رہتا۔ سورج کی ذہانت اور چالاکی اسے ہر قسم کے شکوک سے آزاد رکھتی اور اس طرح اس نے ایک آزاد آدمی طرح وقت گزارا

سورج کا ایک اور ساتھی جس کا نام لیوپلڈ ٹریپر تھا۔ مغربی یورپ میں جاسوسی ٹیکنیشن اور بڑا زیرک باہمت اور نڈر شخص تھا۔ اس نے جرمن کے مقبوضہ علاقے میں جان جوکھوں میں ڈال کر اپنا کام سرانجام دیا۔ یہ دونوں بڑے اونچے خود اعتماد اور باہمت دوست تھے۔ ان دونوں کی ناچاکی اس وقت ہوئی جب دونوں میں اپنے مشترکہ افسر جنرل برزن کے بارے ۱۹۳۸ء میں اختلاف رائے پیدا ہوا اور جنرل برزن قتل ہو گیا۔

ٹریپر کے ماسکو کی جانب سفر کا آغاز ایک چھوٹے سے گاؤں سے ہوا جو کہ پولینڈ کے کمیونسٹ لٹریچر میں شامل ہو جانے کی وجہ سے اسے فلسطین اور فرانس

سے ہوتے ہوئے ماسکو جانا پڑا۔ یہ ایک غریب ترین یہودی سیلزمین کا بیٹا تھا۔ اپنی اوائل عمر میں یہ نئی مذہب رکھتا اور کمیونزم کا متوالا بن گیا۔ اور بعد میں اس نے اعلان کیا کہ میں ایک یہودی ہوں۔ اس لیے میں کمیونسٹ ہوں۔ جب پولینڈ کی حکومت نے اسے بلیک لسٹ میں شامل کیا۔ اس وقت اس کی عمر بیس برس تھی۔ بھاگ کر فلسطین میں پناہ لی اور کمیونسٹ پارٹی میں شمولیت اختیار کر لی۔ خفیہ طور پر کمیونزم کا پرچار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ برطانیہ نے ۱۹۲۸ء میں اسے گرفتار کر لیا۔ چنانچہ ملک بدر کر دیا گیا۔ جس کے بعد اس نے مارسیلز میں دوسری مرتبہ پناہ لی۔ جو اُسے فرانس کی کمیونسٹ پارٹی کے ایک سفارشی خط کے ذریعے مل گئی۔ فرانس میں وہ بڑا مقبول ہوا، اور اخباروں میں چرچے ہونے لگے حتیٰ کہ ۱۹۳۲ء کے موسم گرما میں اُسے ماسکو میں تربیت حاصل کرنے کے لیے اس کی درخواست منظور ہو گئی۔

کمتران یونیورسٹی میں کالج تک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۳۶ء تک ٹریپر یورپ میں سورج کی طرح کام کرتا رہا۔ بعد میں جنرل برزن نے اسے گروہ میں شامل کر کے ہٹلر کے خلاف محاذ پر روانہ کر دیا۔

۱۹۳۸ء کی شکست کے بعد اسے ایک جعلی پاسپورٹ پر فرضی نام آدم مکلر کے نام پر بلجیم بھیج دیا گیا۔ اور کینیڈا کے ایک صنعتکار کے ساتھ دس ہزار ڈالر شامل کر کے شریک کار رہا۔ تاکہ فرانس اور پولینڈ کے علاقے میں جاسوسی اخراجات پورے کرنے کے لیے رقم پیدا کر سکے۔

بلاشبہ سورج اور ٹریپر ٹوٹے ہوئے شیشے کے دو لمبے ٹکڑے تھے

جن کو جوڑ کر کام لینے کی کوشش کی گئی۔ اس نے سب سے پہلے اُس معزز یہودی تاجر کو اپنے ساتھ ملا کر تربیت دینا شروع کی جسے وہ فلسطین میں پہلی بار ملا تھا۔ انہوں نے مل کر ایک کمپنی بنائی جس کا نام "دی فارن ایکسیلنٹ رینیوکمپنی" تھا۔ کیونکہ گراس فوگل بلجیم میں رینکوٹ کا بادشاہ کہلاتا تھا۔ اور اس برآمدی کمپنی کے ذیلی ادارے یورپی ممالک کی بندرگاہوں کے قریب قائم کئے گئے۔ بلجیم کی پولیس کو دیکھ کر ٹریپر نے اپنا نام تبدیل کر کے اپنا نام جین گلبرٹ رکھ لیا جو کہ بلجیم کا ایک مشہور صنعت کار اور اینٹورپ میں پیدا ہوا تھا۔ مئی ۴۰ ۱۹ء میں فرانس کو شکست کے بعد اُس نے اپنا ہیڈ کوارٹر پیرس میں تبدیل کر لیا۔ اور وہاں ایک نیا تجارتی ادارہ قائم کیا۔ برسل میں سیمیکو اور پیرس میں سیمیکس اور یہ دونوں ادارے جرمن کو بلیک مارکیٹ میں مال سپلائی کرنے لگیں۔ چنانچہ سیمیکس کے تمام منافع جات جاسوسی کام کے اخراجات پورے کرنے پر صرف ہونے لگے۔

ٹریپر کا سب سے پہلا کام اپنے جاسوسی نظام کو پھیلانے اور مستحکم بنانے نیز نئے ایجنٹ پیدا کرنا اور ان کے لیے محفوظ مقامات حاصل کرنا تھا۔ اسے بہت سے ایسے یہودی ایجنٹ میسر آئے جو بے لوث بلا معاوضہ ہٹلر کے خلاف کام کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار تھے۔ ٹریپر نے خود کو گراسفوگل کی مدد سے ایک عام ٹیکنیشن کی حیثیت میں کچھ روز ادھر اور کچھ روز ادھر معاشرتی ماحول میں رہ کر کام کر کے ایک مفید اور ہوشیار ایجنٹ ثابت کیا۔ اُس نے بے شمار قابل اعتماد ایجنٹوں کو تربیت دی۔ اسے اگرچہ لکھنے کی وجہ سے اپنے کام میں کافی دشواری پیش آئی۔

مقبوضہ یورپ میں جرمنی کی بڑھتی ہوئی انٹیلی جنس قوت اور اس کے صنعتی اور فوجی راز حاصل کرنا ایک بڑا مشکل کام تھا۔ اور بہت فائدہ مند بھی۔ اس نے اپنی پوری کوشش سے جرمن فوجوں کی نقل و حمل صنعتی پیداوار، خام مال نئے جرمن جنگی ٹینک اور ہوائی جہازوں کے نئے ڈیزائنوں کے متعلق برلن میں سارا مواد اکٹھا کر لیا۔ جس کا کسی کو کانوں کان علم نہ ہو سکا۔ نیز جس طرح سورج نے جاپان میں وہاں کے ذرائع مواصلات کا سراغ لگایا اسی طرح ادھر ٹریپر نے جرمن مواصلاتی تنصیبات کا بعینہٖ ان کی اصلی حالت معلوم کر کے ماسکو روانہ کر دیں۔ نیز اس نے جرمن کے سٹالن گراڈ کے خلاف ارادوں کا وقت مقررہ پر علم حاصل کر کے ماسکو کو آگاہ کر دیا۔

ٹریپر پیرس میں بذاتِ خود جرمنی کے اونچے حلقوں میں مل جل گیا۔ اُس نے بلجیم کے ایک تاجر کا بھیس بدل کر بڑی کامیابی سے خود کو روشناس کرایا۔ اور جرمن کے فوجی حلقوں میں یہاں تک رسائی حاصل کر لی کہ وہ ان کی دعوتوں میں شریک ہو کر ان کے فوجی اور جنگی منصوبوں پر مباحثوں میں بھی شریک ہوتا۔ اپنے سب سے بڑے گاہک جو ایک تعمیراتی ادارہ "ٹاڈ ادارہ"
کی وساطت سے سیمیکس نے اُس نے ہٹلر کی تمام تعمیرات اور دفاعی تنصیبات کا مکمل طور پر علم حاصل کر لیا تھا۔ کیونکہ یہ تعمیراتی کمپنی جرمنی کی فوجوں کے لیے تمام تعمیراتی کام سرانجام دیتی تھی، ایک مرتبہ تو اس تعمیراتی ادارے کو اپنی جان چھڑانا مشکل ہو گئی تھی۔

ٹریپر کے جال میں مزید ایسے بے شمار بے لوث ایجنٹ جاسوس بھی شامل

تھے۔ جو یہودی ہونے کے باعث ہٹلر کے مخالف تھے۔ اور جرمن کے خلاف جنگ میں شریک ہو گئے تھے۔ بلاشبہ یہ یہودی ٹولہ تھا جو مشنری جذبے کے تحت جرمن اور اس کے اتحادیوں کے خلاف جنگ میں شریک تھا۔

فرانس کی کیمونسٹ پارٹی کے ساتھ متعلقہ یہودی رابطہ افسر کی وساطت سے ٹریپر کو وہاں کی فوجی تعیینات اور ان کی نقل و حمل کی برمحل صحیح صحیح اطلاعات موصول ہوتی تھیں حتیٰ کہ جرمن فوجوں کی ایک ایک حرکت کا ٹریپر کو لمحہ لمحہ اس لیے پتہ چل جاتا تھا کیونکہ وہاں ریلوے کے محکمہ میں بھی اکثر و بیشتر یہودی لوگ ملازم تھے اور وہ ایک ایک خبر ٹریپر کو پہنچاتے۔ اس کے علاوہ تارکین وطن یہودی لوگ جرمن اور فرانس کی صنعتی یونٹوں اور ان کی پیداواری صلاحیت سے بھی آگاہ کرتے پر ٹریپر (TREPPER) کے لیے بڑے مددگار ثابت ہو رہے تھے۔

جرمن نازیوں کے خلاف فرانسیسی یہودی ملازمین ٹیلی فون کی لائنوں اور مواصلاتی رابطوں سے ٹریپر کو مطلع کرتے یہاں تک کہ ٹریپر (TREPP ER) نے جرمنی کے جاسوس ہیڈکوارٹر ابوہیر (ABW EHR) کی پیرس کے ہوٹل لطیفہ میں ٹیلی فون لائنوں کو ٹیپ کر کے پیغامات چوری کر کے ماسکو سے رابطہ قائم کر دیا تھا۔ جس کے بل پر برلن اور پیرس میں مقیم جرمنی کے جاسوسوں کی آپس کی گفتگو میں سنی جانے لگی۔

ایک فرانسیسی جو جرمن کے سنٹرل بلڈنگ آفس میں ملازم تھا اُس نے جرمن فوجوں کی نقل و حمل پر مورچوں کے متعلق بہت سی فلمیں مہیا کر دیں۔ اسی طرح ایک دوسرے فرانسیسی مرد اور عورت نے جرمن فوجیوں کے لیے چکلہ قائم کر کے ان کو شراب مہیا کر کے عیاشی اور زناکاری میں بھی ملوث کر کے اُن سے فوجی راز اگلوا کر حتیٰ کہ جرمن

کے زخمیوں اور مرنے والے سپاہیوں کی صحیح اندازہ لگاکر نیز دیگر فوجی اہمیت کی اطلاعات ٹریپر کو بروقت مہیا کرتے رہے۔

الغرض سیمیکس نے جرمن کے اندر کے تمام حالات ماسکو کو بتانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور تمام راز ماسکو کو معلوم ہو گئے۔ یہاں تک کہ فرانس میں جرمنی کی تمام افواج کے اخراجات کا تخمینہ ذرائع مواصلات، مواصلاتی تنصیبات نقل و حمل افواج اور دیگر اہم فوجی راز ماسکو تک پہنچ چکے تھے۔ جو ٹریپر کی کامیاب جاسوسی مہم کا نتیجہ ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور خاتون جو بیرن کی ہمشیرہ تھی اور اس نے پیرس کے قریب ایک شفا خانہ قائم کر رکھا تھا۔ بیرن اور اس کی ہمشیرہ کی وساطت سے ٹریپر کو جرمن کی افرادی قوت کا اندازہ مل گیا۔ جس سے ماسکو کو جرمنی کی صنعتی حکمت عملی افرادی قوت پیداواری صلاحیت اور نوعیت کا صحیح اندازہ لگانے میں بڑی مدد ملی۔ جس کے نتیجے میں ماسکو نے اپنے بہت سے جاسوس ایجنٹ جرمنی کی صنعتی یونٹوں اور فیکٹریوں میں ملازمت پر لگوا دیئے۔ اس جعل سازی کے نتیجے میں ان ایجنٹوں کو صنعتی کالونیوں میں رہائش گاہیں مہیا ہو گئیں جو ٹریپر کے جاسوسی جال کو وسعت دینے میں بڑی مددگار ثابت ہوئیں۔ اب ٹریپر (TREPPER) کھلے بندوں فرانس میں شیطان کی طرح گھوم پھرنے لگا اور کامیابیاں حاصل کرنے لگا۔ کیونکہ موجودہ دور میں کسی جنگ کو جیتنے کے لیے دشمن کی بلاناغہ حرکت کی رپورٹیں اور وسیع جاسوسی جال کی کامیابی کے بغیر تمام کوششیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ جدید دور میں جاسوسی جال کو جنگ جیتنے میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

ٹریپر نے ۱۹۴۰ء کو روسی فوجوں کی بین الاقوامی اور بین البراعظمی سطح پر ہٹلر کے خلاف حملہ کرنے کے وقت پوری پوری مدد کی، اور سوویت فوجوں کو مکمل تیاری جنگ کے آخری لمحات تک جرمن فوجوں کی تمام ترحرکات اور فوجی رازوں سے آگاہ کئے رکھا۔ اس کے برعکس جرمن اور اس کے اتحادیوں میں سے کوئی بھی اتحادی ملک کی جاسوسی مہم اس قدر واضح جاسوسی راز ہٹلر اور اس کے اتحادیوں کو مہیا نہ کر سکے۔ ایک طرف یورپ میں ٹریپر (TREPPER) اور دوسری طرف جاپان میں سورج (SORGE) جرمن اور جاپان کو نیچا دکھانے میں برسرپیکار نظر آتے ہیں۔ سوویت یونین کی فتح اور ہیروشیما کی تباہی کے محرک یہی لوگ تھے۔

ٹریپر (TREPPER) نے متوقع حملے کی جو وارننگ دی تھی اس اطلاع کے محرک دور دراز کے ذرائع اور نیچی سطح کے وسائل تھے۔ جن میں پولینڈ پر قبضہ کے دوران ایک جرمن انجینئر جس نے اس مہم میں بھرپور کردار ادا کیا تھا۔ فرانس میں ریلوے ملازمین جو جرمن فوجوں کی نقل و حمل کی خبریں دیتے ان میں ایک جرمن افسران کی پارٹی بھی شامل تھی جن کو بعد میں پولینڈ تبدیل کر دیا گیا تھا۔ اس طرح ٹریپر (TREPPER) نے نہ صرف حملے کے وقت اور تاریخ کی صحیح اطلاع فراہم کی بلکہ فرانس اور بلجیم سے مشرق کی طرف کوچ کرنے والی فوجوں کی پہچان کی بھی نشاندہی کر دی۔ جس سے سوویت فوجوں کو جرمن فوجیوں کی پہچان میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ اس نے ہٹلر کے برطانوی فوجوں بحراوقیانوس کے ساحل کے ساتھ ساتھ حملہ نہ کرنے کے فیصلے سے بھی ماسکو کو مطلع کر دیا تھا۔

ٹریپر کا دوسرا دور ایک سال بعد شروع ہوتا ہے۔ جب ہٹلر نے کوہ قاز

(قازقستان) کی جانب سے روس پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ تیار کیا۔ اور اس منصوبے کی تمام تر تیاری کی مکمل اطلاعات برسلز سے ٹریپر نے ماسکو روانہ کر دیں۔ یہ تیسرا جرمنی جنگی منصوبہ ۱۹۴۲ء کے موسم بہار میں تکمیل پذیر ہونا تھا۔ جس کے لیے ہٹلر نے یکم مئی سے تمام افواج کو تیار رہنے کا حکم دیا۔ اس کے تحت ہٹلر قازقستان کی پہاڑیوں سے لے کر سٹالن گراڈ تک کا تمام علاقہ فتح کر کے دم لینے کو تھا۔ مگر اس کی تکمیل سے ۹ ماہ قبل ہی ماسکو میں معلوم ہو چکا تھا۔ ادھر جس طرح ٹریپر نے سٹالن گراڈ کو بچانے میں مدد دی اس طرح سورج نے ماسکو بچانے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔

تین سال کے مختصر سے عرصے میں ٹریپر کے جاسوسی جال اور مواصلاتی رابطے پلیگ کی طرح پورے علاقے میں پھیل چکے تھے۔

جرمن کو ٹریپر (TREPPER) کے جاسوسی کام اور غیر قانونی ریڈیو کی اطلاع ریڈیائی لہروں کی وساطت سے معلوم ہوگئی۔ جاپانی آلات کی نسبت جرمن آلات بہت طاقتور ثابت ہوئے نتیجتاً جرمنوں نے ٹریپر کے ریڈیو آپریٹر کو گرفتار کر لیا۔ جس کے ساتھ دوسرے روسی ایجنٹ بھی گرفتار ہوئے۔

جونہی جرمن نے روس پر حملہ کیا۔ روسی ریڈیو پوری گرج کے ساتھ ہوائیں آوازیں لہرانے لگے۔ ادھر برسلز، پیرس اور برلن اور سوئٹزرلینڈ سے بھی ریڈیو کی آوازیں ابھریں۔ جس کے میوزک نے جرمنوں کو بیزار کر دیا اور اُن کے حوصلے لپیٹ کر دیئے۔ اور سٹالن کا پلہ بھاری ہو گیا۔

ٹریپر کا پہلا ٹرانسمیٹر دسمبر ۱۹۴۱ء میں برسلز میں پکڑا گیا۔ اور اس کے بعد، یکے بعد دیگرے اس کے کئی آپریٹر گرفتار ہوئے۔ حتیٰ کہ نہ صرف برسلز میں بلکہ

برلن اور فرانس میں بھی سب ایر ہیڈ جرمنی کے ہاتھوں لگ گئے۔ ایک مرتبہ تو ٹریپر (TREPPER) کے لیے اس قدر دشواری پیش آئی کہ وہ فرانس سے ماسکو تک رابطہ قائم نہ کر سکا لگاتار دو ماہ کے عرصے میں وہ صرف ایک بار ڈاک کا ایک تھیلا ماسکو روانہ کر سکا وہ بھی فرانس کی کیمونسٹ پارٹی کی وساطت سے کیونکہ اس وقت پیرس سے سوویت مشن ختم ہو چکا تھا۔

ٹریپر (TREPPER) جو گلبرٹ کے نام سے مشہور تھا۔ اس کو گرفتار کرنے کے لیے جرمن انٹلی جنس نے دس ماہ گزار دیئے۔ دگلبرٹ (TREPPER) بار بار بچ نکلنے میں کامیاب ہوتا رہا۔ گلبرٹ کے نام سے اس کی تصاویر خفیہ پولیس کو مہیا کی جا چکی تھیں اور پولیس کو یقین تھا کہ وہ پیرس میں ہی روپوش ہے۔ جونہی گلبرٹ (TREPPER) نے وہاں کسی دوسرے ملک میں بھاگ جانے کا منصوبہ بنایا، مگر بدقسمتی سے سورج کی طرح وہ بھی ایک شہر میں زیادہ عرصہ تک رکا رہا۔

سمبکس کے ڈائریکٹر کی بیوی جو کہ ٹریپر گلبرٹ کے غیر سرکاری کام سے بالکل ناواقف تھی اس کی وساطت سے گیسٹاپو کے کارکنوں نے ٹریپر کو ۲۴ نومبر ۱۹۴۲ء کو گرفتار کر، جس کی بدولت گیسٹاپو کے ہاتھ بہت سے سوویٹ جاسوس اور ایجنٹ لگ گئے اور اس طرح ٹریپر کا ڈرامہ اختتام کو پہنچا۔ تاہم ادھیر د گیسٹاپو کے عملے نے اس سے بہت کچھ حاصل کرنے کے لیے پوچھ گچھ شروع کر دی تاہم جو کچھ اس نے بتایا روسی خفیہ پولیس اس سے کہیں بڑھ کر خفیہ کام سرانجام دیتی رہی

بڑی شطرنج چال

THE GREAT GAME

ٹریپر کی گرفتاری کے باوجود ماسکو مغرب میں جرمن کے ساتھ سایہ بن کر چلتا رہا۔ ٹریپر کو گرفتار کرنے کے بعد جرمن ہائی کمان نے منصوبہ بنا کر ٹریپر سے کہا کہ روس کی طرف پیغام بھیجے کہ جرمن روس کے ساتھ امن کا معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔

ٹریپر (TREPPER) نے فوراً بھانپ لیا کہ جرمن لوگ سٹالن کو الو بنانا چاہتے ہیں۔ تاہم اُس نے ماسکو کو بے وقوف بننے سے بچانے کے لیے آمادگی کا اظہار کیا آپ ایک مقید قیدی اپنے آقاؤں کے ساتھ بڑی آزادی سے رہنے لگا۔ اُس نے فرانسیسی کیمونسٹ پارٹی کی وساطت سے جرمن کے عزائم اور خود اس کے ساتھ سلوک کے متعلق ماسکو کو آگاہ کردیا۔ اب ماسکو نے پینترا بدلا اور اس سے جرمن کی فوج کے متعلق اور زخمیوں اور قیدیوں کے متعلق رپورٹ طلب کی اور مزید وضاحت چاہی تاکہ ماسکو کو جرمن پر مکمل یقین ہو جائے۔ اس نے دھوکہ دینے کے لیے جرمن کا بتایا ہوا پیغام بھی ماسکو کو روانہ کردیا۔

۱۳ ستمبر ۱۹۴۳ء کو ٹریپر کو ایک شراب خانے میں حفاظتی دستے کے بغیر داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ موقع سے فائدہ اٹھا کر وہ دوسرے دروازے سے بچ نکلا۔ چنانچہ ماسکو اور برلن کا یہ کھیل بھی اپنے اختتام کو پہنچا۔ تاہم کمانڈوز نے اس واقعہ کو ہٹلر سے مخفی رکھا

طرف رجوع کیا کہ افغانستان میں سوویت استعمار کے ہمراہ جہاں وارسا پیکٹ کے تمام ممالک کی افواج مجاہدین کے خلاف جنگ میں حصہ لے رہی ہیں. وہاں ہندوستان کے پائیلٹ اور فوجی بھی مجاہدین کے خلاف میدان جنگ میں شامل ہیں. گذشتہ دو ماہ میں مجاہدین نے ایک ہندوستانی خاتون پائیلٹ کو گرفتار بھی کیا ہے. ہندوستان کا بنا ہوا اسلحہ جن میں خصوصی طور پر بارودی سرنگیں اکثر مجاہدین پکڑتے رہتے ہیں اور کئی فوجی اور جاسوس بھی گرفتار کئے جا چکے ہیں.

گذشتہ چار سال سے پاکستان کے سرحدی صوبوں میں یکے بعد دیگرے دھماکوں نے اگرچہ حکومت پاکستان کو تشویش میں مبتلا کیا ہے۔ لیکن عوام کی حمایت وتائید میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔ اگرچہ پاکستان میں روسی لابی یہ پروپیگنڈہ کر رہی ہے کہ ان دھماکوں میں افغان مہاجرین ملوث ہیں لیکن میں اپنے سیاسی مطالعے کی بناء پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان دھماکوں میں باہر سے آئے ہوئے تخریب کاروں کے علاوہ چند ضمیر فروش پاکستانی بھی ملوث ہیں جو روس میں تربیت پاکر پاکستان میں داخل ہوئے ہیں.

اس وقت بارہ ہزار پاکستانی تخریب کار روس کے مختلف ٹریننگ سکولوں اور کالجوں میں زیر تربیت ہیں۔ گذشتہ ماہ تقریباً دو سو نوجوان تخریب کار سوات، مالاکنڈ، باجوڑ اور دیگر راستوں سے پاکستان پہنچ چکے ہیں۔ علاوہ ازیں صوبہ سرحد اور بلوچستان کے بڑے بڑے شہروں اور دیہات میں وسیع پیمانے پر اسلحہ تقسیم ہو رہا ہے. گذشتہ دو ماہ کے دوران تحصیل چارسدہ اور دیگر مقامات سے پانچ ہزار کلاشنکوف

ٹریپر (TREPPER) اپنے تیئے کاغذات کے ساتھ پیرس کے ایک فلیٹ میں چھپ گیا۔ اور پیرس کی آزادی کے بعد وہ سوویت جہاز کے وہاں جنوری میں اترنے تک خود کو چھپائے رکھا۔ وہ اس بات پر ماسکو سے بہت ناراض تھا۔ جبکہ ماسکو نے ایک ہی وقت میں اس کے آپریٹر کو لگاتار چار گھنٹوں تک فضا میں روکے رکھا۔ اور اس سے برلن کے تین جاسوسوں کے نام معلوم کرتا رہا۔ کیونکہ اس وقت جرمن اس کے اس ٹرانسمیٹر ایکشن کو ٹرپ (TRAP) کر چکے تھے اور اس کا راز فاش ہو گیا تھا۔

یہ کے جی بی کا کام تھا کہ وہ اپنی سیکورٹی اور گرد اپنی سیکورٹی کی حفاظت کرتے کے جی بی (KGB) کے محققین کے پاس اپنے حفاظتی انتظامات موجود تھے۔ ٹریپر (TREPPER) چونکہ برزن کا حمایتی تھا اور وہ گذشتہ برسوں میں عمل تطہیر کا شکار ہو چکا تھا۔ اور وہ جرمنوں کو یورپی ایجنٹوں کے نام دے چکا تھا جس میں ٹریپر کا نام بھی تھا۔ اسی لیے ٹریپر (TREPPER) سٹالن کی نظروں میں غلاظت کے ڈھیر کے سوا کچھ نہ تھا۔ ان حالات کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہ تھا۔ تاہم جیل میں دس سال تک ٹریپر (TREPPER) کے لیے بڑا مشکل مرحلہ گزرا۔ اُسے سٹالن کی موت کے بعد آزاد کیا گیا۔ جیل سے رہائی کے بعد ٹریپر کو ملک بدر کر دیا گیا۔ چنانچہ وہ اپنے آبائی گاؤں پولینڈ میں چلا آیا۔ اور اس مرتبہ وہ نومبر ۱۹۷۳ء کو انگلینڈ چلا آیا۔ کیونکہ وہ کیمولسٹ تھا اس لیے کہ وہ یہودی تھا۔ اسی وجہ سے پولینڈ کے حکمرانوں نے اسے پہلی مرتبہ ملک بدر کیا تھا۔

سورج اور ٹریپر کے کارنامے سوویت یونین میں بڑے فخر سے یاد کئے جاتے ہیں اور ان کی زندگی کے حالات اور کارگزاریاں روسی درسگاہوں میں طلبا کو سنائی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ ان کے ذہین ہونے اور قابلیت کے چرچے آج بھی یاد کئے جاتے ہیں۔ میں نے (ہنری روسیزک) سی آئی اے کے اندرونی مشنوں اور مہموں کا بغور جائزہ لیا۔ مگر مجھے یہ دونوں آدمی اپنی مثال آپ نظر آئے۔

آج بھی گیسٹاپو کی فائیلوں میں سورج اور ٹریپر کے نوٹس (تحریروں) کے انبار نظر آئے ہیں۔ جن سے انٹیلی جنس عملہ مطالعہ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ راہنمائی کے لیے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ امریکی اور یورپی لوگ ان تحریروں کے مطالعہ سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور آپس میں بحث مباحثہ بھی کرتے ہیں۔

سٹالن کی اندھیر نگری

سورج پر مقدمہ چلانے سے پہلے وہ جاپانی جیل میں دو سال تک قید رہا۔ سورج (SORGE) اور اس کے دوسرے ساتھی اس امید پر تھے کہ انہیں روس میں جاپانی قیدیوں کے بدلے میں رہائی مل جائے گی۔ ایک جاپانی قیدی جو جاپان میں ہی سورج کے ساتھ قید تھا اس کی زبانی اسے پتہ چلا کہ سورج کے بدلے جاپان نے روس سے تین قیدی رہا کرانے کا پروگرام بنایا ہے۔ مگر یہ سب جھوٹ نکلا۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے اور یہاں سوالات ابھر کر سامنے آتے ہیں کہ:

۱: سٹالن نے سورج کو اپنی قسمت پر (یا اپنے حال پر) کیوں چھوڑ دیا؟

۲: اس کے پیچھے کون سے تصورات چھپے ہوئے تھے؟

۳۷، ۱۹۳۶ء کے عرصہ کے دوران بھریا کو جو "کے جی بی" اور "این کے وی ڈی" کا چیف اور سربراہ تھا جرمنی میں ہٹلر سے تعلقات پیدا کرنے کے لیے سنہری پل تصور کیا جاتا تھا۔ لیکن نازی۔ سوویت معاہدہ طے پا جانے کے بعد کے جی بی نے سٹالن کو قائل کر لیا کہ اب ہٹلر سوویت یونین کے خلاف اس وقت تک کوئی اقدام نہیں اٹھائے گا جب تک کہ وہ برطانیہ کے خلاف اپنی جنگ نہیں جیت لیتا۔ اسی وجہ سے کے جی نے ہٹلر اور اس کی کابینہ میں اپنے ایجنٹ بھیجنے کی ضرورت پر زور نہ دیا۔

ہٹلر کے ۲۲ جون ۱۹۴۱ء کے حملے کے وقت تک سٹالن کی یہ قیاس آرائی بالکل صحیح ثابت ہوئی جسے کہ اس کے چیف آف اینٹلی جنس نے بھی تصدیق کیا کہ سوویت یونین کی دی ہوئی سہولیات کو ہٹلر مشرقی سرحدوں پر ضرور دھوکہ

دے گا۔ اور یا پھر برطانیہ پر حملے کے دوران ہٹلر اپنے مشرقی جانب سے مزور حفاظتی اقدام اٹھائے گا۔ سٹالن کے ان خیالات نے کہاں تک حقیقت کا روپ دھارا تو یہ معلوم نہ ہو سکا۔ ایک بات بالکل واضح ہو کر سامنے آئی کہ ۱۹۴۲ء میں ہٹلر کوئی کارروائی نہ کرے گا، اور خیالائی گرد کے بہترین ایجنٹوں نے بھی تصدیق کی۔

ٹریپر نے جب جرمن حملے کے متعلق ماسکو کو رپورٹ بھیجی اس کے دوسرے روز ماسکو سے ایک آدمی ٹریپر کو ملنے آیا جس کے ہاتھ میں سٹالن کا یہ پیغام بنام ٹریپر "حاکم اعلیٰ اس بات سے سخت حیران ہے کہ ایک پرانا وفادار اور ٹریپر جیسا عقلمند آدمی یورپ یعنی انگلینڈ کے پراپگنڈا کے زیر بار آگیا اسے متنبہ کیا جائے کہ تمہارے اس جنگی پیغام سے حاکم اعلیٰ قطعی متفق نہیں۔ اور واضح رہے کہ جرمنی کے ساتھ ۱۹۴۴ء سے پہلے جنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

سٹالن کو یہ غلط فہمی تھی کہ برطانیہ نے اپنے دونوں دشمنوں یعنی ہٹلر اور سٹالن کے مابین زہر گھولنے کے لیے یہ پراپیگنڈہ مہم شروع کر رکھی ہے۔ لیکن ہٹلر اس پر حملہ آور نہ ہوگا یہ قطعی سٹالن کی غلط فہمی تھی۔ یہ ٹریپر کی بدقسمتی تھی کہ اسے ۱۹۳۸ء کی شکست میں بلجیم روانہ کر دیا گیا تاکہ وہ برطانیہ کی ساحلی بندرگاہوں کے درمیان اپنا جاسوسی جال پھیلا سکے۔

سٹالن انجام سے بے خبر تھا۔ ۱۰ جون کو حملے کے بارہ دن بعد سوویت سفیر میسکی کو لندن میں طلب کر کے اس سے جواب طلبی کی گئی، اور ماسکو پر برطانوی حملے کے بارے میں پراپیگنڈہ کے بارے میں وضاحت چاہی جس کے چار

یوم بعد ماسکو سے ایک مراسلہ موصول ہوا جس میں برطانیہ کو متنبہ کیا گیا تھا کہ وہ برلن کو ماسکو پر حملہ آور ہونے کے پراپیگنڈہ کو ترک کر دے۔ یہ پراپیگنڈہ بدنیتی پر مبنی ہے۔ حالانکہ یہ سب جھوٹ تھا۔ لیکن جب حملہ ہو گیا، تو سٹالن نے اپنے کمانڈروں کو حکم دیا کہ وہ پیچھے سے حملہ آور جرمنوں پر گولی نہ چلائیں۔ خروشیف نے اس حیران کن حکم پر اعتراض کیا۔ اس حکم میں یہ تصور کارفرما تھا کہ جرمن آرٹلری کا فائر جرمن کمانڈر کی اشتعال انگیزی کا نتیجہ تھے جو ہٹلر کے احکام سے انکاری تھا، اور باغی ہو گیا تھا۔ سٹالن جنگ سے اس قدر خائف تھا جیسے ایک خرگوش شکاری کتے سے خائف ہو سکتا ہے اور اسے یقین تھا کہ ہٹلر اپنے وعدے کا پابند رہے گا۔ حالانکہ ہٹلر روس پر اچانک حملہ آور ہو چکا تھا۔ اب اگر یہ سب کچھ درست تھا تو سٹالن نے اپنے ہی ایجنٹوں کی گواہی کی تصدیق کیوں کی، اور انہیں کیوں اعتماد میں لیا۔

یہ دونوں گروہ کے ایجنٹ تھے۔

خروشیف نے سٹالن اور اس کے چیکہ کے جی بی پر اعتماد کو بغور دیکھا۔ اور اندازہ لگایا کہ چیکہ اور کے جی بی کے لوگ اس کی نظر میں انتہائی قابل نفرت تھے مگر سٹالن کے خیال کے مطابق اُن کے خلاف کوئی کارروائی کرنا انتہائی دشوار کام تھا۔ بلکہ "کے جی بی" یا "چیکہ" کے ایجنٹ جو کچھ کہتے سٹالن ان کی بات پر فوراً اندھا یقین کر لیتا۔ یہ کے جی بی تھی جس نے سٹالن کو ایسی بے بنیاد خبروں پر یقین رکھنے سے منع کیا اور اس کی اس اندھیر نگری پر پردہ پوشی کی۔

جرمن کے حملہ سے سٹالن کو ذہنی طور پر دھچکہ لگا، اور وہ اپنا توازن کھو

بیٹھا. کچھ عرصہ پہلے وہ خود کو ایک محب وطن لیڈر اور جنگ کا ہیرو منوا چکا تھا.

اس کے خوف سے ایک بات سٹالن پر گراں گزری وہ یہ کہ اُس نے محسوس کر لیا کہ اس کی حماقت کی وجہ سے قوم کو بھاری قیمت چکانا پڑی للہذا اب وہ خود کو کیسے بچائے. ہر وقت اسی خوف میں رہتا۔ اُس نے اپنی اس حماقت کی تقویت کے لیے خود کو پارٹی کا اس وقت مجرم بنا لیا جب خود کو ہیرو منوانے کے لیے اس نے پارٹی کے تطہیر کرنے والوں کی تطہیر خود کروا ڈالی. اس کی یہی حرکت ایک بہت بڑی حماقت بن کر اپنے پرانے کامریڈوں کی نظروں میں مجرم بن کر اس کے ذہن پر ہولناک خوف بن کر ہمیشہ کے لیے سوار ہوگئی. جرم آخر جرم ہوتا ہے۔ اور جرم پر اس کے چشم دید گواہ بھی موجود تھے جو تا حال بقیہ حیات اور اس کے لیے وبال بنے ہوئے تھے.

ایسے لوگوں میں سے تا حال یعنی اس وقت تک تقریباً آدھ درجن کے لگ بھگ لوگ موجود تھے جو ماسکو اور برلن میں قیام پذیر تھے. ان میں سوویت سیفر ماسکو میں اور برلن میں مقیم کے جی بی اور گرو کے چیف افسران تھے. ان میں سے اکثر لوگ ۱۹۴۶ء میں عام معافی کے وقت ماسکو میں موجود نہ پائے گئے. ان کے ساتھ کیا گزری، کسی کو کچھ معلوم نہیں.

ان گواہوں میں سے تا حال پھر بھی دو گواہ موجود تھے جن کا نام سورج جو کہ جاپان کی قید میں تھا اور دوسرا ٹریپر جسے سٹالن نے خود جیل میں ڈال دیا تھا. شاید اسی لیے جب ٹریپر پیرس سے واپس لوٹا اُسے خیر مقدم کی بجائے جیل کا مہمان بنا دیا گیا. سورج تو سٹالن کا زخم خوردہ تھا۔ ان دونوں یعنی سٹالن اور

ڈیپر کی موت کے بعد سورج سوویت یونین کا ایک اہم لیڈر اور مانا ہوا ہیرو بن کر ابھرا۔ سوویت یونین کے پراودا ریڈیو سے روس کی فضاؤں میں یہ آواز سوال بن کر گونجی، رچرڈ تم کون ہو؟ پراودا ریڈیو نے جواب دیا جو فضاؤں کی گونج کا جواب بن کر گونجا "جرأت اور مردانگی کا نشان"

صفِ اوّل کے جاسوس

(HARRY ROSITZKE) (از ہری روسیٹزکی)

جب کہ ہم کیو ملبڑنگ کے مخصوص برآمدے میں بیٹھ کر سوویت جنگ کے بچے کھچے جاسوسی مواد کا مطالعہ کر رہے تھے عین اس وقت اُسی عمارت کے باہر زندہ بچ رہنے والے سوویت جاسوس ایجنٹ پروگرام مرتب کرتے ہوئے اچانک نظر آئے۔ یہ وہی لوگ تھے جو اٹاوہ نیویارک اور واشنگٹن میں برسرِ پیکار تھے۔

مارچ ۱۹۴۶ء میں انٹیلی جنس افسران میں سے چند ایک کی زبانوں پر یہ الفاظ سننے میں آئے کہ کینیڈا کا وزیرِ اعظم گزشتہ اکتوبر میں واشنگٹن میں صدر ٹرومین کو یہ بتانے کے لیے گیا تو سوویت یونین کا ایک جاسوس اٹاوہ میں پکڑا گیا ہے جس نے اس بات کا انکشاف کیا کہ وہ انخادیوں کے مشترکہ بم سازی کے کارخانے تک رسائی حاصل کر چکا ہے۔ جون میں رائل کمیشن نے سوویت ملٹری اٹیچی برائے اٹاوہ کرنل نکولائی زبیوتین کی جاسوسی سرگرمیوں کے بارے میں ایک مفصل رپورٹ بھی شائع کی۔

زبیوتین کی گروہ کے جاسوسی کام کے متعلق تمام تفصیل اس کی فائیلوں سے دستیاب ہوئی تھی۔

یہ قصہ اس طرح سے منظرِ عام پر آیا جب آئیگو گزینکو جو کوڈ کلرک کی حیثیت سے ملازم تھا۔ اور گروہ GRU کا لیفٹیننٹ اور بڑا پھرتیلا انسان تھا۔ جب

اسے ماسکو واپس جانے کے احکامات ملے تو اس نے ماسکو جانے سے انکار کر دیا۔ جب اسے بعد میں معلوم ہوا کہ سوویت حکومت اپنے کینیڈین اتحادی ملک کے خلاف کام کر رہی ہے تو اسے بڑا ناگوار گزرا۔ اس نے یورپ میں ہی اپنے بیوی بچوں سمیت اپنی زندگی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

گزینکو نے اپنی بغاوت کے لیے ٹھوس ثبوت مہیا کر کے پروگرام مرتب کیا تھا۔ وہ اٹاوہ میں سوویت ایمبیسی کے کمرہ نمبر ۱۲ میں حاکم کل تھا۔ اس کمرے کے سٹیل کے دو دروازے اور اس کی کھڑکیوں پر سٹیل کے شٹر چڑھے ہوئے تھے اور کھڑکیوں میں لوہے کی سلاخیں نصب تھیں۔ اس کمرے میں مختلف شعبہ ہائے دفاتر کے ریکارڈ سے پُر سٹیل کی کیبنٹیں موجود تھیں، اور ایک بھٹی بھی موجود تھی۔ گزینکو کا اپنا مخصوص تحریر شدہ مواد بھی یہاں پر ہی موجود تھا اور وہ اکثر اوقات میں کمرے کافی دیر تک اکیلا ہی رہتا۔ اپنے بھاگ جانے کے پروگرام کے مطابق اس نے چند یوم پہلے سے مخصوص مواد اور قیمتی کاغذات اکٹھے کر لیے۔ ان میں سے کام کے کاغذات ہمراہ لے لیے باقی جلا ڈالے۔ جب کمرہ چھوڑنے کے آخری وقت میں ۵ ستمبر کو شام کے وقت باہر نکلنے کی تیاری کی تو اپنے ہمراہ چند ایک تار جو ماسکو سے موصول ہوتے تھے اور کچھ تار جو ماسکو روانہ کیے گئے اپنے ہمراہ لے بھاگا۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ جاسوس ایجنٹوں کے اصل ناموں کی فہرستیں ان کے اخراجات کے کاغذات بھی اکٹھے کر لیے۔ ان میں سے کام کے کاغذات ہمراہ لے لیے باقی جلا ڈالے۔ جب کمرہ چھوڑنے کے آخری وقت میں ۵ ستمبر کو شام کے وقت باہر نکلتے

کی تیاری کی تو اپنے ہمراہ چند ایک تار جو ماسکو سے موصول ہوئے تھے اور کچھ تار جو ماسکو روانہ کئے گئے اپنے ہمراہ لے بھاگا۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ جاسوس ایجنٹوں کے اصل ناموں کی فہرستیں ان کے اخراجات کے کاغذات بھی اپنے ساتھ لے لیے۔ اُن میں ایک بڑا ہی قیمتی کاغذ بھی تھا۔ جو کہ اُس نے ریبوتین کے کیس آفیسر کی نوٹ بک میں سے نکالا تھا۔ جس پر لکھا تھا۔

(TAKES MONEY "JEW" HE WORKS WELL) یہودی رقم وصول کر کے اچھا کام کرتا ہے (HE IS AFRAID) وہ ڈرا ہوا یا سہما ہوا ہے۔ اسی کاغذ میں اس کی خفیہ ملاقاتوں کے اوقات اور جاسوسوں کے ملاقات کے ٹھکانوں کی تفاصیل بھی درج تھیں۔ نیز بہت سی خفیہ رپورٹیں بھی لکھی ہوئی تھیں۔

لیکن جب وہ ایک اخبار کے دفتر سے مایوس لوٹا اور اس کی درخواست وزارتِ انصاف نے رد کر دی تو اس کے خوف کی انتہا نہ رہی اور ڈر کے مارے کانپنے لگا۔ وہ روسی جاسوس کتوں سے بچتا بچاتا کینیڈا کی پولیس کی حراست میں چلا گیا اور امان مل گئی۔

کینیڈا کے ایجنٹوں نے گزنیکو کو اس کے جاسوسی مواد اور دیگر کاغذات کی وجہ سے فوراً پہچان لیا۔ تاہم وہ پولیس کی حفاظت میں ہونے کی وجہ سے بال بال بچ گیا۔

اس کے علاوہ اور بہت سے لوگ ایسے گزرے ہیں جو روسی جاسوس کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ جن میں سے چند ایک ہوئیں ۔ ا۔ ڈاکٹر

برآمد ہوئی ہیں۔ مجھے باخبر ذرائع نے بتایا کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں دوسری جاسوسی کا کام عروج پہ پہنچ چکا ہے اور جاسوس نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتے ہیں۔ سرحدی صوبوں کے گرد ونواح میں کروڑوں اور اربوں روپے تقسیم ہوئے ہیں۔ دیہات میں ایسے سرمایہ دار بھی ہیں۔ جن کے گھر کے سامنے توپیں نصب ہیں۔ مجاہدین کے انٹیلی جینس ذرائع سے معلوم ہوا کہ پشاور کے بڑے بڑے ہوٹلوں کے علاوہ مقامی لوگوں کے گھروں میں جاسوس عورتوں نے جاسوسی کا جال پھیلایا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ کئی لوگوں سے شادیاں بھی کر چکی ہیں۔ جس کے نتیجے میں بڑے بڑے افسروں تک ان کو رسائی حاصل ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ خاد اور کے جی بی ان عورتوں کی وساطت سے فوجی اور ایٹمی راز چرانے کے علاوہ اہم ملوں کے نقشے بھی اتارنا چاہتے ہیں۔ گزشتہ ماہ دوسرے اہم مقامات کے علاوہ تربیلا ڈیم کے اہم نقشے بھی روسی ایجنٹوں سے برآمد ہوئے تھے۔ صوبہ سرحد میں کے جی بی، خاد اور را کے ایجنٹوں کی نقل وحرکت اور پاکستان کے جاسوسی اداروں کی غفلت نے پاکستان کو تباہی کے دہانے پر لا کر کھڑا کیا ہے۔ تاریخ جاسوسی کے حوالے سے پاکستان کو اپنے جاسوسی نظام میں منظم تبدیلی کرنا چاہیئے۔ گزشتہ چار ماہ کے دوران کم از کم پانچ ہزار ادباش لڑکیاں اور اخلاق باختہ بچے افغانستان سے پاکستان پہنچ چکے ہیں۔ ان کو مہاجرین اور مقامی لوگوں کے اخلاق خراب کرنے پر مامور کیا گیا ہے۔ حکومت روس نے اس منصوبے میں کافی کامیابی حاصل کی ہے۔ ایک ہزار کے قریب جاسوس مغربی جرمنی،

ایلین نن مے (DR. ALLEN NUNN MAY) یہ ایک برطانوی فزلیشن تھا جو روسیوں کے ہتھے لگ اور اپریل ۱۹۴۲ء سے ایٹم بم بنانے کے لیے انگلینڈ کے انرجی سنٹر میں کام کرتا رہا۔ جسے بعد میں کنیڈا تبدیل کر کے بھیج دیا گیا۔ جس کا اُسے یہ فائدہ ہوا کہ اُسے اپنی ریسرچ کے ساتھ ساتھ چاک دریا کے کنارے واقع ارکون لیبارٹری کی کارکردگی سے بھی آگاہی ہوئی۔ وہ صرف تین مرتبہ اس امریکن لیبارٹری کو ۱۹۴۴ء میں دیکھ سکا۔ اُس نے ہیروشیما پر بم گرائے گئے ایٹم بم کے اجزا کے نمونے گروہ کے ایک آفیسر کی وساطت سے ماسکو روانہ کر دیئے، اور اس طرح روس کے ایٹمی طاقت بننے میں بڑا مددگار ثابت ہوا۔

کرنل زبیوٹین "گروہ" آفیسر ہونے کی وجہ سے دوسرے ممالک کی فوجی ٹکنیک چرانے پر مامور تھا۔ اس کے جاسوسی جال میں برطانیہ کے اعلیٰ افسران اور مخصوص ملازمتوں پر مامور لوگ اور فوجی افسران پھنس چکے تھے۔ جن کی بدولت وہ یورپ سے فوجی نوعیت کے صنعتی راز اور متعلقہ کاغذات چرانے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں ماسکو اس قدر آگے نکل گیا کہ یورپی ممالک جن اسلحہ کو تیار کرنے کے لیے ابھی پلان بنا رہے تھے۔ ماسکو وہ اسلحہ میدان میں استعمال کر چکا تھا۔

زبیوٹین کی یادگار کامیابی جس کے لیے وہ گذشتہ تین سال سے بلاناغہ کوشاں تھا کلی طور پر کنیڈا کی کیمونسٹ پارٹی کے تعاون کا نتیجہ تھی۔ جس سے دو آمیوں نے اس کامیابی کے لیے اہم کردار ادا کیا تھا۔ ان کے نام فریڈ روز

اور سام کار تھے۔ اور یہ دونوں شخص یہودی تھے۔

فریڈ روز اگرچہ پولینڈ کے شہر روزنبرگ میں پیدا ہوا، مگر اس کے والدین پولینڈ میں مقیم روسی باشندے اور یہودی تھے۔

سام کار روس کے شہر کا غان (کوغان KOGAN) میں پیدا ہوا، اور گروہ کا کارکن تھا۔ کار اور روز نے زبوتین کے لیے بے شمار ایجنٹ تیار کیئے اور اُن کی بدولت زبوتین کو کئی کامیابیوں سے سرفراز کیا۔ جن میں سے اہم ترین کامیابی ڈاکٹر ایلن نن مے کی کوشش تھی۔

نیویارک سے واشنگٹن تک جاسوسی جال

(از ہری روسینز کی)

۱۹۴۶ء کے آخر میں مَیں نے سویت یونین فیڈرل بیورو کے انٹیلی جنس یونٹ سے پہلی مرتبہ رابطہ قائم کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ دفتر کے ایک کمرے میں تین آدمی فائیلوں کے انبار لگا کر پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس یونٹ کے لوگ بھی ہماری طرح اس کوشش میں مصروف تھے شاید نازیوں اور جاپانیوں کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہو سکیں اور روس کو ان کے چکر سے نکالا جا سکے۔ بقیہ بیورو کے اپریٹنگ سیکشن کا فیلڈ سٹاف واشنگٹن اور نیویارک کے علاقے میں سویت جاسوسی جال کا اندازہ لگا رہے تھے۔

اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ایلزبتھ بنٹلی نے ایف بی آئی (FBI) کے سامنے انکشاف

گیا کہ وہ عرصہ سات سال سے سویت یونین کے جاسوسوں کے درمیان ہرکارے کا کام سرانجام دے رہے تھے۔ ایف بی آئی دجو کہ واشنگٹن کے علاقے میں معروف کار تھے) جب اس کا سویت یونین سے رابطہ قائم ہوا تو اس پر کڑی نگاہ رکھی جانے لگی اور یہ تھے اُل لیینی اناٹوں گروموف سویت سفارتخانہ کے فرسٹ سیکرٹری۔ ایف بی آئی FBI کی ڈائریکٹر ہوفر (HOOVER) نے وائٹ ہاؤس اور جسٹس ڈیپارٹمنٹ پر بمبارٹمنٹ کی مگر اس کے خلاف لگائے گئے الزامات کی تصدیق نہ ہونے کی بنا پر صدر ٹرومین نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔ تاہم اُس نے ۳۱ جولائی ۱۹۴۸ء کو امریکہ کی یو این امریکن افیئرز کمیٹی کے سامنے اپنے اس کارنامے کا اقرار کر لیا۔ جس کے بعد چیمبرز اور بنٹلی کے درمیان عشق کی داستان کینیڈا کی اخباروں میں جلی حروف سے منظر عام پر آئی۔ چیمبرز اور الیزبتھ بنٹلی کی آپس کی گفتگو اس ڈرامے گواہ کے طور پر پیش کی گئی۔ اور اس طرح سرخ ملکہ الیزبتھ بنٹلی ذلیل و خوار ہوئی۔

جب ہماری توجہ سورج، ہڑبیرا اور تریبوٹین سے فطری طور پر بنٹلی الیزبتھ اور چیمبر کے جال کی طرف مبذول ہوئی تو ہمیں واشنگٹن میں ان کے جال کا اندازہ لگانے کا موقع ملا۔ ہم نے ایک ماہر جاسوس کی طرز پر ان کی جاسوسی مہم پر جب غور کیا تو پتہ چلا کہ واشنگٹن میں یہ کام بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ بشرطیکہ اسے صحیح طرز پر تربیت دیا جاتا۔ لیکن جاسوسی اصول کے مطابق اُن کا طریقۂ مواصلات اور رسل و ترسیل بالکل بھونڈا ان کی خفیہ ملاقات کی جگہیں غیر محفوظ اور ان کی ملاقاتیں ایک مذاق اور ان کے نشانے بے تکے نظر آتے۔ اگر ان پر سورج جیسی جاپان میں سورج جیسی نگرانی اور اگر گیسٹاپو سی نظر آجائے تو یقیناً وہ ایک ماہ کے

اندر اندر گرفتار ہو جانے۔

اس کے علاوہ پیٹر (PETER) اور چیمبرز (CHAMBERS) کا خفیہ جال بیت کار آمد اور پارٹی کی خاطر کارکردگی کی ایک مثال تھا۔ جس نے بہت عمدہ کاغذات اور معلوماتی نشانات فراہم کیئے۔

وی ٹیکر چیمبرز ۱۹۲۵ء میں پارٹی میں شامل ہوا۔ وہ ایک ایسا طالب علم تھا جو کولمبیا یونیورسٹی سے گریجوالیشن نہ کر سکا تھا۔ اگرچہ وہ خود تو یہودی نہ تھا تاہم وہ مارکسزم کا مطالعہ کر کے کیمونزم کا ایک مشہور اور نامور کارکن شمار ہونے لگا جو ہر وقت سرمایہ دارانہ نظام پر نکتہ چینی کرتا اور سماجی انصاف کی تلاش میں سرگرداں رہتا۔

۱۹۲۹ء تک اس نے ڈیلی ورکر (DAILY WORKER) میں چیمبرز نے ایک عمدہ صحافی کی حیثیت سے لکھا۔ پارٹی سے نکال دیا گیا لیکن ۱۹۳۱ء میں دوبارہ شامل ہو گیا۔ اور بعد میں نیو ماسز (NEWMASSES) کا ایڈیٹر بنا۔

۱۹۳۲ء کے اواخر یا ۱۹۳۳ء کے اوائل میں چیمبرز سے خفیہ سروس کا کام شروع کیا۔ اس نے بظاہر پارٹی کے تمام ظاہری ناطے منقطع کر ڈالے اور پارٹی کے تمام دھندوں سے الگ تھلگ ہو گیا۔

اُسے جے پیٹرز جس کے جعلی کئی نام تھے کے سپرد کیا گیا۔ جسے پیٹرز ظاہری طور پر بھی پارٹی کے لیے کام کرتا۔ تاہم اسے زیرزمین کئی ایک خفیہ دفاتر بھی کھول رکھے تھے۔ یہ ایک سیلانی اور بڑا ہنر مند جاسوس تھا جسے ماسکو کے لینن سکول میں تربیت دی گئی تھی۔ اس نے ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۹ء کے عرصے کے بعد دوران امریکہ کے اندرون اور بیرون کئی سفر کیئے۔ پیٹرز ایک طرف تو کمتراں کا نمائندہ تھا اور دوسری طرف

امریکہ میں سوویت یونین کے خفیہ دفاتر کے لیے ایک مددگار آفیسر کا کام کرتا تھا اور اس طرح اس نے تہرا (THREE GOLD) رول ادا کیا۔ ایک طرف وہ امریکہ میں کمیونسٹ پارٹی کا راہنما اور دوسری طرف وہ کمتران ہیڈ کوارٹر کی طرف سے راہنما۔ تیسرا اور اہم کام اُس کا یہ تھا کہ وہ پارٹی اور سوویت انٹیلی جنس کے درمیان رابطے کا کام سرانجام دے رہا تھا۔

پیٹرز (PETERS) نے چیمبرز (CHAMBERS) کو دوسرے کاموں کے علاوہ ایک یہ فرض بھی سونپا کہ وہ واشنگٹن کے خفیہ سیل اور پارٹی ممبران کے درمیان مستقل رابطے کا کام کرتا رہے۔ یہ پارٹی خفیہ سیل ۱۹۳۴ء میں ایک مزدور لیڈر ہیرالڈ ویئر جو مدر بلور کا بیٹا اور پارٹی کی حفاظت کے لیے ایک دیوار کی حیثیت رکھتا تھا نے قائم کیا تھا۔ ویئر سیل مزدوروں کو ہر قسم کی بنیادی اور گرفتاری سے محفوظ رکھنے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ کئی اور سیل بھی قائم تھے۔ جن میں اساتذہ سرکاری ملازمین اور صحافی شامل تھے۔

اگرچہ ویئر گروپ کے ممبران کے پاس پارٹی کارڈ موجود نہ تھے تاہم وہ ایک منظم گروہ اور چندہ ادا کرنے والے مستقل ممبروں میں شامل تھے اور پارٹی کے جلسوں میں خفیہ طریقے سے اسی طرح شمولیت کرتے جس طرح باقاعدگی سے کھلے بندوں شمولیت کی جاتی ہے۔

یہ سیل پارٹی کے لیے دو طرح سے مفید ثابت ہوئے۔ ایک طرف تو وہ حکومتی نظام میں شمولیت اختیار کر کے سیاسی خبریں مہیا کرتے اور دوسری طرف صنعتی مواد اکٹھا کر کے ماسکو روانہ کرتے۔ حالانکہ ان کا طریقہ جاسوسی طریقوں

سے بالکل مختلف اور اس طریقے کو انٹیلی جنس نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اور نہ ہی وہ سویت یونین کے تربیت یافتہ باقاعدہ جاسوسی ایجنٹ تھے۔

وہ سب لوگ ایک مخبر کے عطا کردہ مکان میں اکٹھے ہوتے، چیمبرز ان سے چندہ وصول کرتا اور پیٹرز کو دے دیتا۔

اس طرح پارٹی کو کافی مالی مدد مل جانے کے ساتھ ساتھ پیٹرز کی وساطت سے کار آمد کاغذات بھی مہیا ہو جاتے۔

اگرچہ چیمبرز نے پیٹرز کی وساطت سے نیویارک میں بھی کئی ایک سویت خفیہ کارکنوں سے تعارف حاصل کر لیا تھا۔ جن میں ہربرٹ۔ ایوالڈ الرلیش اور بل کے نام سرفہرست ہیں۔ تاہم واشنگٹن خفیہ سیل ۱۹۳۶ تک سویت یونین کے حلقہ نگرانی میں نہیں آیا تھا۔

سویت یونین کی انٹیلی جنس کوششیں امریکہ میں کبھی کبھار ضرورت کے تحت تھیں نہ کہ باقاعدہ طور پر مکمل جال کے اندر پھیلائی گئی تھیں۔ کیونکہ ماسکو کے لیے امریکہ اس وقت تک غیر دریافت شدہ ممالک کی فہرست میں شامل تھا۔ اصولی طور پر سویت یونین کا نشانہ صرف برطانیہ اور جرمنی تھے امریکہ فوری اور سیاسی اعتبار سے سویت یونین کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ اسے صرف امریکہ میں اپنے قومی مفاد کی خاطر ہم خیال یہودی لابی کی ضرورت تھی جس کے لیے وہ کوشاں رہا۔ اُن دنوں سویت انٹیلی جنس صرف اس تلاش میں اور کوشش میں تھے کہ امریکہ میں کون سا ایسا کام شروع کیا جائے جو سویت یونین کے لیے مفید ثابت ہو سکے۔

۱۹۳۶ء میں پیٹرز نے واشنگٹن سے حاصل کردہ کاغذات گرو کے ہاتھوں فروخت کرنے کا پروگرام بنایا۔ کیونکہ اس وقت چیمبرز کو علم ہوا کہ اس کے تعلقات گرو سے ہیں نہ کہ این کے وی ڈی (NKVD) افسران سے چنانچہ اس نے رقم طلب کی جس گرو آفیسر نے نمونے طلب کئے۔ نمونے دیکھنے کے بعد اُس نے سودے سے انکار کردیا، اور کاغذات واپس لوٹا دیئے۔

۱۹۳۶ء ہی میں دوبارہ "گرو" GRU کا ایک اور آفیسر منظر عام پر آیا جس کا نام کرنل بورس بائی کوف تھا اور پیٹرز نے اس کے ساتھ لین دین کیا۔

کرنل بائی کوف نے ویئر گروپ کا تحفہ قبول کرتے ہوئے ویئر گروپ کے ممبران سے ذاتی طور پر ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا، اور کہا کہ ان کو گرو "GRU" کے پے رول میں داخل کردیا جائے۔ چیمبرز نے اس تجویز پر انکار کیا اور کہا کہ یہ کاغذات انہوں نے سیاسی اصول کے خلاف مہیا کئے ہیں۔ جسے بائی کوف نے اتفاق کیا اور اس نے اپنے نئے چار ایجنٹوں کو بخارا کے بنے چار کمبل تحفے کے طور پر دیئے۔

اگرچہ پارٹی کی طرف سے جمع شدہ اطلاعات کے جی بی KGB یا گرو GRU کو باآسانی پہنچائی جاسکتی تھیں۔ لیکن پھر بھی دوسری عالمی جنگ سے پہلے اور بعد سے لے کر آج تک سوویت یونین کی یہی پالیسی ہے کہ مطلوبہ اطلاعات صرف متعلقہ کیس آفیسر کی وساطت سے ہی وصول کی جائیں اور بائی کوف وہاں محض اس مقصد کے لیے ہی آیا تھا تاکہ پارٹی کا حلقہ ایک سوویت جاسوسی ادارہ بن چکا ہو گا۔ چیمبرز نے اب ماسکو سے پیغام وصول کرنے اور بھیجنے کے لیے رابطہ قائم کر لیا۔

بائی کوف کے انچارج بن جانے کے بعد نئے ایجنٹوں کی فراہم کردہ دستاویزات اور اطلاعات جن کی رسل و ترسیل کا سلسلہ پہلے بالکل اٹکل پچو اور بھونڈا تھا۔ اب صحیح جاسوسی طرز پر آگیا اور بہت عمدہ کام شروع ہوگیا۔ ادھر ماسکو کو امریکہ کی صرف سیاسی صورت حال کے علاوہ کسی بات میں دلچسپی نہ تھی۔ لیکن جرمن اور جاپان کی دھمکی آنے کے ساتھ ہی اسے فوجی صنعت اور قوت کا احساس ہوا۔ چنانچہ اپنی فوجی قوت اور صنعت کو ترقی دینے کے لیے اب اُس نے دلچسپی لینا شروع کی نیز یہ کام پیٹر کی وساطت سے دو سال تک جاری رہا۔ البتہ چیمبرز کے منحرف ہوتے ہی ۱۹۳۸ء میں سارا معاملہ درہم برہم ہوگیا۔ اور کام رک گیا۔ اسی سال ایلز بتھ بنٹلی نے پارٹی کی ممبر شپ سے خارج ہو کر جاسوسی کام شروع کر دیا اور ایک خفیہ ٹیم کے ساتھ شامل ہوگئی۔

ایلز بتھ بنٹلی "دسار" کی بے روزگار گریجوایٹ تھی اور بڑی محنتی تھی۔ اس نے خفیہ کام میں پارٹی کو نیویارک میں واقع اٹلی کی انفارمیشن لائبریری سے اشتہارات اور اطلاعات روانہ کر دیں تو لائبریری میں ان دنوں وہ سیکرٹری کی حیثیت سے کام کر رہی تھی۔ انہی دنوں اس کی ٹمی سے ملاقات ہوگئی "Timmy" ٹمی نے اُسے پارٹی سے الگ ہو کر خفیہ کام کرنے کا مشورہ دیا۔ اور اسے سارے طریقہ کار سمجھا جائے۔

ٹمی "Timmy" کا اصل نام جیکب گولز تھا تو روس کے شہر ریزان میں پیدا ہوا۔ وہ پارٹی کے بانیوں میں شمار ہوتا تھا اور ایک ایڈیٹر کی حیثیت سے جانا جاتا تھا۔ یوکرین کے ایک یہودی نے اُسے قیدی کروا کر ملک بدر

کروادیا اور وہ چین اور جاپان کے راستے امریکہ میں اپنے خاندان سے جا ملا۔ وہ کولمبیا کے میڈیکل سکول میں داخل ہو گیا اور بعد میں سوویت یونین میں انقلابی کام کے لیے آیا۔ سائبیریا کی کسی کان میں کوئلے کا فورمین مقرر ہوا اور اندرونی ملک سیکورٹی سروس میں بھی شمولیت اختیار کر لی۔

اب جیکب گولوس (ڈٹی) نے کیمونسٹ فرم کے سربراہ کی حیثیت سے دنیا کے دورے پر سفر کا پروگرام بنایا۔ اور نیویارک میں تہرا کردار ادا کیا۔ ایک وہ پارٹی کے سنٹرل کنٹرول کمیشن کا ممبر دوسری طرف پارٹی کی خفیہ تنظیم کا سربراہ اور تیسرے کے جی بی K G B کا رابطہ اور مددگار اس حیثیت میں گولوس نے سب سے پہلے فوری طور پر بنٹلی کو خفیہ کام کے لیے ایک مناسب کارکن کے ہمراہ لگایا۔ وہ پارٹی کے کینیڈا سے آتے ہوئے مہمانوں کی میزبانی کرتی، اور ساتھ اخبار کے دفاتر میں جا کر اس کے لیے مفید مواد مہیا کرتی اس کے علاوہ پارٹی کے لیے فائدہ مند دستاویزات بھی اکٹھی کرتی۔ وہ گولوس اور ایجنٹوں کے درمیانی رابطے کا کام بھی سرانجام دیتی۔ اُس نے گولوس کے لیے ایک انجینئر سے دستاویزات وصول کیں جو پارٹی کے لیے بڑی بیش قیمت تھیں۔ یہ انجینئر انسٹی ٹیوٹ آف پیسفک ریلیشن واشنگٹن کے (سیکرٹ) خفیہ سیل میں کام کرتا تھا۔ حالانکہ یہ دستاویزات گولوس یا کے جی بی کو براہِ راست بھی دی جا سکتی تھیں۔ مگر یہ بات وصول کرنے کے خلاف تھی۔

۱۹۴۱ء میں سوویت یونین پر جرمن حملے کے بعد سوویت یونین کی کے جی بی کو امریکہ کی پالیسی اور اس کے سوویت یونین کے ساتھ تعلقات کے متعلق بڑی

ملحق ہوئی جس پر گولوس کو ہدایت کی گئی کہ وہ واشنگٹن کے اندرونی حلقوں تک رسائی پیدا کرے۔ جولائی میں گولوس نے واشنگٹن کے پارٹی ہیڈکوارٹر کے ایک لیڈر کے ساتھ ملاقات کی جو پارٹی کے خفیہ سیل سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اس کی پارٹی میں ایسے ممبران شامل تھے جو امریکی حکومت کے بڑے اہم محکموں میں مامور تھے۔ بنٹلی دسرخ ملکہ کا یہی خصوصی جال تھا۔ اُس نے بھی چیمبرز کی طرح (ڈبل رول) دوہر چال چلی اور واشنگٹن میں بار بار آنے جانے کا اسے یہی ایک فائدہ ہوا۔ وہ پارٹی کا چندہ اکٹھا کرتی اور دستاویزات کے ساتھ گولوس کے حوالے کرتی۔

۱۹۴۳ء کے موسم گرما تک اُس نے تقریباً چالیس فلموں کے رول پر، پندرہ روز کے بعد بنٹلی کے پاس نیویارک میں پہنچ جاتے تھے جو اسے اس کے اپنے ایجنٹ مہیا کرتے۔

مارچ ۱۹۴۴ء میں ایلزبتھ بنٹلی نے وار پروڈکشن بورڈ میں چارج سنبھا۔ اس بورڈ کا کام صرف جنگی معاملات اوزار اور اس کے متعلق صنعت کو فروغ دینے سے تھا۔

"کے جی بی" K G B نے اکثر و بیشتر گولوس پر زور دیا کہ واشنگٹن کے ذرائع جاسوسی مواصلات کی ذمہ داری براہ راست اس کے حوالے کر دی جائے مگر گولوس نے ہر آن صاف انکار کر دیا۔ گولوس ۱۹۴۳ء میں مر گیا۔ اس کی موت کے بعد سوویت کے خفیہ مشن کی ذمہ داری اس سیل کے ایک لیڈر کو سونپ دی گئی سرخ ملکہ بنٹلی اس نئے آدمی سے ملی جسے ماسکو سے محض اس لیے روانہ کیا گیا تھا کہ

امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں پہنچ چکے ہیں۔ ان کو مغربی ممالک کے ایٹمی اور فوجی راز چرانے پر مقرر کیا ہے۔ ثبوت کے طور پر مغربی جرمنی میں خاد کا ایک ایجنٹ گرفتار بھی ہوا ہے، جس نے چار سال تک مغربی جرمنی میں جاسوسی کا کام سرانجام دیا تھا۔ صوبہ سرحد میں عرب دنیا کے کیمونسٹ ممالک (جنوبی یمن۔ لیبیا۔ شام۔ عراق) کے جاسوسی اداروں سے تعلق رکھنے والے لوگ کافی تعداد میں موجود ہیں۔ یہ لوگ سعودی عرب اور دیگر اسلامی ممالک کے پاسپورٹ پر پاکستان آکر اپنے آپ کو سعودی عرب کا باشندہ ظاہر کرتے ہیں۔ یہ لوگ افغان مجاہدین کی فوجی حکمت عملی اور پاکستان کے نہایت اہم راز حاصل کر کے روس کو پہنچاتے ہیں۔ گذشتہ ماہ پشاور میں ایک عرب سے ملاقات کے دوران معلوم ہوا کہ وہ دراصل جنوبی یمن کا باشندہ تھا اور سعودی عرب کے پاسپورٹ پر پاکستان آیا تھا۔ یہ بات انہوں نے خود مجھے بتائی۔ لہٰذا اگر ان لوگوں کی سرگرمیوں پر نظر نہ رکھی گئی تو مزید دھماکے ہونے کا امکان ہے۔

بلوچستان اور سندھ میں کے جی بی کی سرگرمیاں عروج پر پہنچ چکی ہے۔ کے جی بی KGB، خاد اور را (RAW) کے ایجنٹ پاکستان میں پوری طرح سرگرم ہیں۔ کراچی میں ہونے والے فسادات میں کے جی بی اور را۔ RAW کے ایجنٹ پوری طرح ملوث ہیں۔ ان ہنگاموں میں را RAW کے ایجنٹوں نے براہ راست حصہ لیا ہے۔

سہراب گوٹھ سے ملنے والی لاکھوں کی مالیت کی روسی، افغانی اور بھارتی کرنسی سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ سانحہ اوجڑی میں

وہ اس خفیہ مشن کو براہِ راست ماسکو سے ملا دے اور اس شخص نے غیر ضروری ذرائع کو منقطع کر کے ہر مفید ایجنٹ کو الگ الگ کیس افسران کے جی بی کے ساتھ منسلک کرنے کا منصوبہ تیار کیا۔ بس یہی بات بنٹلی کو ناگوار گزری اور اس نے ۱۹۴۵ء میں اس مشن سے الگ ہو کر منحرف ہو گئی۔

یہ نیا شخص جس کا فرضی نام اَل 'AL' اور اصل نام اناتول گرودموف تھا بڑا عقلمند اور چالاک تھا۔ اُس نے بنٹلی کو "کے جی بی" 'KGB' کے پروگرام سے آگاہ کر کے ڈرایا کہ کے جی بی کا کام اس قدر خطرناک ہے کہ قدم قدم پر گھڑے اور خار نظر آتے ہیں اور تمہارے گولوس کے ساتھ تعلقات پورے پروگرام کو سبوتاژ کر سکتے ہیں۔ اس لیے تم اس سے ملنا جلنا چھوڑ دو۔

اس طرح خواہ دیر سے سہی کے جی بی واشنگٹن میں پھیلائے ہوئے اپنے جاسوسی جال کو محفوظ کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اور اسے جدید خطوط پر استوار کر لیا۔ کام مکمل کرنے کے لیے بہت تھوڑا وقت رہ گیا تھا کیونکہ بنٹلی ایف بی آئی F.B.I کے کٹہرے میں پہنچ چکی تھی، اور اسی سال اگست کے مہینے میں اسے نیوہیون آفس کے جیوری کے سامنے جوابدہ ہونا تھا۔

گرودموف یا اُسکے پیروکاروں کے متعلق یہ تو معلوم نہ ہو سکا کہ انہوں نے گولوس کے کام کو کس طرح پورا کیا۔ تاہم یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ بنٹلی نے گذشتہ سات برس ہرکارے کی حیثیت سے پارٹی کے زیرِ سایہ اس مہم کو بڑی کامیابی سے سرانجام دیا حالانکہ یہ مہم کے جی بی نہیں چلا رہی تھی۔ بنٹلی اور چیمبرز سے کام کے نوعیت کی وجہ سے جواب طلبی نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ

واشنگٹن میں کام کرتے والے تمام لوگوں کے متعلق دریافت کیا گیا تھا کہ کون کیسا ہے۔ روسیوں کے یہی سوالات ان دونوں کو ناگوار گزرے۔

چیمبرز نے درج ذیل لوگوں کا انکشاف کیا۔

(۱) الگر ہیس (ALGER HISS) ویئر گروپ کا ممبر اور اقوام متحدہ میں امریکہ کا کارکن اور نمائندہ تھا۔

(۲) ہیری ڈیکسٹر وائٹ (HARRY DEXTER WHITE) خزانے کا اسسٹنٹ سیکرٹری اور ۱۹۴۶ء سے بین الاقوامی دولت فنڈ کا ڈائریکٹر اور

(۳) جولیان ویڈ لے (JULIAN WADLEIGH) امریکہ کے تجارتی معاہدوں کے شعبے میں کام کرتا تھا۔

بنٹلی نے وائٹ کے علاوہ دیگر کئی لوگوں کے نام گنوا دیئے جن میں کیوری جو صدر امریکہ روزولٹ کا سیکرٹری تھا۔ اور اس کے علاوہ اور کئی لوگ، الگر ہس اور چیمبرز کے تعلقات میں اختلافات رائے آج بھی موجود ہے کیا وہ ان حالات میں بھی جاسوسی دنیا کا مجرم کہلا سکتا ہے۔

میرے خیال کے مطابق ایک دوسرا جاسوس جس کا کام کسی معاملے کی حقیقت جاننا نہیں۔ بلکہ وہ محض کسی معاملے کی اہمیت کو دیکھتا ہے اس کے متعلق مشکوک ہوتے کا الزام غلط ہے۔ بلکہ اس کے خلاف پیش کردہ گواہیاں اور ایف بی آئی کی فائیلوں سے حاصل شدہ دستاویزات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ چیمبرز نے پارٹی کے لیے تمام دستاویزات فراہم کی تھیں۔ خواہ وہ اس کے (پارٹی) کے فائدے کے لیے تھیں یا نہیں۔ یہ اندازہ لگانا کہ وہ

وہ دستاویزات یا اطلاعات ماسکو روانہ کرنی ضروری تھیں۔ یہ اس کا کام نہیں بلکہ متعلقہ کیس آفیسر کا کام تھا۔ اور حقیقت کو پہنچنے کے لیے کامن سینس سے کام لینا پڑتا ہے۔

جاسوسی کی دنیا میں ہِس (کے ہمہ اہل) کی سازش میں پیش کردہ گواہی کا وزن محض اس وجہ سے ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ چیمبرز ایک ہونہار اور جدت پسند عقلی شخص تھا اور اس کی ٹائپ مشین ہس کی ٹائپ مشین سے ملتی جلتی رسم الخط والی تھی ہس نے چیمبرز کی دراز سے مائیکروفلمیں چوری کی تھیں اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے ہس کی میز سے چرائے گئے کاغذات پیش کئے گئے تھے۔ ان تمام واقعات سے اندازہ لگایا مشکل نہیں کہ "الگر ہس" کو الو بنایا گیا تھا۔

"ہس" کی بے گناہی کے لئے پیش کردہ بے شمار دستاویزی ثبوت اور گزشتہ تیس برس کی تاریخ میں پیش آنے والے واقعات کا ایف بی آئی۔ او ایس ایس۔ سی آئی اے۔ یا کے جی بی کے آپس میں سازش گٹھ جوڑ یہ سب اس کی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے کافی تھے۔

چیمبرز اور بنٹلی نے جس قسم کے جاسوس تیار کئے ہوئے تھے ان میں زیادہ تر کمیونسٹ لوگ۔ غیر کمیونسٹ۔ ہم خیال۔ ہمدرد کمیونسٹوں نے گزشتہ تیس برسوں میں اس تاثر کو اس قدر گرمی بخشی کہ جنگ کے دوران واشنگٹن شہر روسی جاسوسوں سے کھچا کھچ بھر گیا اور یہ سب جاسوس امریکی مفاد کے خلاف روس کے لئے کام کرتے تھے۔ اور اس تاثر کو سیاسی لوگوں۔ ری پبلکن۔ کنزرویٹو اور پیشہ ور لوگوں کے علاوہ کمیونسٹ دشمن لوگوں اور

تنظیموں نے بڑی کاوش سے ابھارا۔

ان تمام خفیہ دستاویزات کی ماسکو کے نزدیک کیا قیمت تھی۔ اگر ان نمونوں کا تجزیہ کیا جائے تو جیمبرز کے جاسوسی مشن نے جو کچھ حاصل کیا اس کی ذرا بھر بھی کچھ قیمت نہیں لگائی جا سکتی تھی۔ اس کے برعکس نبٹل کے وسائل قدرے قیمتی تھے۔

38 - 1936ء کے دوران ماسکو کو تو فقط جاپان اور جرمن کی فوجی قوت کی فکر لاحق تھی۔ بائی کوف کے الفاظ میں یوں کہیئے کہ "ہم کو اس وقت ہر اس چیز کی ضرورت ہے جس سے ایسے آلات اور اسلحہ تیار کیا جا سکے۔ جیسا کہ جرمن اور جاپانی ہمارے خلاف جنگ میں استعمال کرتے ہیں۔ ٹوکیو میں سورج نے جو کچھ کام کیا اس سے متعلق ہمیں کی دستاویزات میں کوئی ثبوت موجود نہ تھا۔ البتہ وائٹ اور ویڈلے نے ٹریڈ ایگریمنٹ سیکشن سے جو کچھ مہیا کیا اس سے جرمن اور جاپان کے ارادوں کا اندازہ لگانے میں ماسکو کو بڑی مدد ملی جس کے بل بوتے پر ماسکو اپنی معاشیات کو بڑھانے اور جنگی قوت کو پھیلانے کے قابل ہو گیا۔ نیز اس کی فوجی صنعت اور قوت کو بڑی مدد ملی۔

جنگ کے دوران نبٹلی کے حاصل کردہ وسائل مخصوص اہمیت کے حامل تھے۔ ایک مرتبہ دورانِ جنگ ماسکو کی خواہشات اور ضروریات نے طوفانی لہروں کی طرح ابھرنا شروع کیا۔ انہیں امریکہ کی فوجی قوت معلوم کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی جاننا ضروری تھا کہ

ان کی اسلحہ سازی کی صنعتی پیداوار کی مقدار کیسی اور کس قدر ہے۔ اس کے علاوہ سوویت یونین کے متعلق امریکی حکمرانوں کے سیاسی رجحانات نیز بیرونی جنگوں اور امریکہ کی برطانیہ نیز مشرقی یورپ کی جلاوطن حکومت کے ساتھ مذاکرات کی نوعیت جاننا انتہائی ضروری سمجھا جانے لگا ادھر دوبارہ سوویت جاسوس ایجنٹ اسی دوران مصروف کار ہو گئے۔ اور اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر برطانوی سفارت خانہ کے افسران واشنگٹن میں ایک برطانوی انٹیلی جینس افسر لندن میں جن میں سے فلبی کو اس وقت نظر انداز کیا جا رہا تھا۔ کیونکہ اس کی وقعت سوویت یونین کی نظر میں کچھ نہ تھی۔

شاید ماسکو کو مہیا کئے جانے والے کاغذات اور دستاویزات میں سے سب سے کم تعداد ایسی دستاویزات کی تھی جن کا تعلق راڈار اور بم کے متعلق تھا۔ حالانکہ اسلحہ کی جدید تکنیک کی دستاویزات کی روس کو سب سے زیادہ اشد ضرورت تھی۔

تاہم جو کچھ بھی مہیا کیا گیا بڑی سستی قیمت میں امریکہ کی کمیونسٹ پارٹی کے کارکنوں نے بڑی آسانی سے چند گھنٹوں میں یہ سب دستاویزات اور اطلاعات مہیا کر لیں۔ خواہ وہ کتنی ہی قیمت کی تھیں۔ ایک سوویت کیس آفیسر کے لئے چند ساعتوں میں یہ سب کچھ حاصل کر لینا کچھ مشکل نہیں تھا۔

ان دونوں جاسوسی چالوں کے متعلق بیان کرتے ہوئے میں

نے سوویت جاسوسوں اور کمیونسٹ پارٹی کے جاسوسی مہموں کے درمیان واضح فرق بیان کر دیا ہے۔

اس طرح الفاظ کے چکر کو وضاحت مل گئی اور واضح فرق ظاہر ہو گیا۔ کیونکہ بلڈنگ میں ہمارے لئے اس بات کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ کے جی بی یا گرو کے کارکنوں نے کونسی دستاویزات یا اطلاعات اکٹھی کی ہیں۔ بلکہ اہمیت اس بات کی تھی کہ سوویت انٹیلی جینس ادارے امریکہ میں کس طرز پر چل رہے ہیں اور کس قدر محفوظ یا غیر محفوظ نہیں تاہم تجربہ کار پارٹی کارکن خفیہ مہمات میں مشغول نظر آ رہے تھے مگر بہت غیر محفوظ طریقے اور ان میں زیادہ تر کارکن ناتجربہ کار اور غیر تربیت یافتہ تھے جو غیر منظم طریقے سے مصروف کار تھے۔ لہٰذا کسی لمحہ بھی بدنامی کا باعث بن سکتے تھے۔ کیونکہ یہ کارکن ان تمام قوانین کی خلاف ورزی کرتے نظر آ رہے تھے جن پر عمل کرنے کے لئے سیکرٹ سروس سکولوں میں بڑی شدت سے محنت کروا کر سکھائے جاتے ہیں۔

چیمبرز کی خفیہ مہم آغاز سے ہی ناکام ہو چکی تھی۔ کیونکہ اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ کھلے بندوں ملنا جلنا شروع کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ اپنے جاسوس مشن کے متعلق اس نے کوئی راز راز نہ رہنے دیا۔ یہی بات اس کی ناکامی کا باعث بنی۔

تاہم بنٹلی کا کام اس کم غیر محفوظ تھا۔ کیونکہ واشنگٹن میں اس نے سب سے دوستی کا اظہار کیا اور ان سے اپنے کام میں بڑی محتاط رہتی۔ نوجوان ہونے اور پارٹی ممبران میں غیر معروف ہونے کے باعث

اس نے اپنے خفیہ مشن کو اپنے پاس گڑوس کے ساتھ بڑی جانفشانی سے نبھایا۔ کیونکہ جہاں کہیں اس پر شک گزرتا۔ وہ جذباتی کیفیت طاری کر کے دوسروں کو اندھا کر لیتی اور خود بچ نکلتی۔ یہ اس کی جوانی کا جادو تھا وہ واشنگٹن میں امریکی لوگوں سے ان کے گھروں دفتروں یا کلبوں میں جا ملتی۔ اس طرح اس کے تعلقات وسیع تر ہوتے چلے گئے۔ اور اپنی نسوانیت سے خوب فائدہ اٹھا کر سوویت یونین کی خدمت کی۔

ایٹم بم کا راز

امریکہ سے خفیہ راز چرانے پر لوگوں میں ۱۹۴۹ء میں اس قدر شور برپا ہوا جتنا کہ ایٹم بم کے گرائے جانے پر بھی برپا نہ ہوا۔ گذشتہ دو برس میں جب جولیس اور ایتھل روزنبرگ کو جاسوسی کے جرم میں گرفتار کر کے ان سے اس جرم کی تفتیش کے سلسلے میں جب ان سے پوچھ گچھ شروع ہوئی تو اس وقت جاسوسی کو جرم نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ جرم یہ تھا کہ انہوں نے خفیہ راز دوسرے ملک کو کیوں فراہم کیے۔ اس پر بڑی حیرت انگیز شہ سرخیوں میں ان کی جاسوسی مہم کی کہانی منظر عام پر آئی۔

جولیس اور ایتھل روزنبرگ ۱۷ جولائی ۱۹۵۰ء کو گرفتار ہوئے۔ ان پر ۶ مارچ ۱۹۵۱ء کو نیویارک میں جاسوسی کا اڈہ کھولنے کا الزام تھا۔ سوویت یونین کے ساتھ یہ سرد جنگ اس وقت سے شروع ہوئی جب ان کو سلواکیہ اور برلن کو ۱۹۴۸ء میں روس نے ہڑپ کیا۔ جنگ کے شعلے مشرقی ساحل پر بھڑک رہے تھے، اور کمیونسٹ شکاری کتوں کی طرح ہر وقت شکار کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ سرخ لوگ جذبات کی رو میں بہہ رہے تھے۔ ادھر واشنگٹن میں روزنبرگ سے متعلق نوک جھونک کا سلسلہ شروع تھا کیونکہ اس نے سوویت انٹیلی جنس کو ایٹم بم کے متعلق دستاویزات اور ٹیکنالوجی جنگ کے دوران ہی دیدی

تھی۔ اس لئے امریکہ میں روسی جاسوسی ہتھکنڈے امریکی عوام اور حکومت کے لئے سخت تشویش کا باعث بنے ہوئے تھے۔ امریکہ کو خارجی نکتہ چینی کی اتنی فکر لاحق نہ تھی جس قدر کہ اندرونی طور پر امریکی عوام کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ اسی سیاسی کشمکش کی وجہ سے امریکی حکومت لرزاں تھی۔

۱۹۴۳ء کے اواخر میں روزنبرگ جو عرصہ دراز سے پارٹی کا ممبر بنا ہوا تھا۔ پارٹی سے ظاہری طور پر الگ ہو کر سوویت انٹیلی جنیس کا کارکن بن گیا۔ واقعات اور شواہد ملتے ہیں کہ وہ کل وقتی طور پر کے جی بی KGB کے ایک کیس آفیسر کا ایجنٹ بن چکا تھا۔ اور یاکوییف کے نام سے نیویارک میں سوویت سفارتخانے کے زیر سایہ جاسوسی جال پھیلا دیا۔ اب اس نے پارٹی سے ہر طرح کے تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ اور پارٹی کا اب نہ تو کوئی خفیہ محکمہ موجود تھا۔ اور نہ ہی کوئی میٹنگ ہوتی تھی۔ اب روزنبرگ یک سوئی سے خفیہ دستاویزات مہیا کرنے لگا اور سوویت یونین کے لئے جاسوسی ایجنٹ تربیت کرنے شروع کر دیئے۔ حالانکہ یوکوییف (روزنبرگ) بائی کوف کی نسبت بہت لائق اور پیشہ ور کارکن تھا۔ مگر اس نے ایک انتہائی شدید غلطی کا ارتکاب کیا اور ناکام ہو گیا۔ جب اس نے اپنے خفیہ مشن کو پردے میں نہ رہنے دیا۔ یہی بات اس کی تباہی کا باعث بنی۔

روزنبرگ سے اس بات کی تفتیش کی جا رہی تھی کہ اس نے

ایک ایسے آدمی کو اپنا جاسوس ایجنٹ کیوں بنایا جو لاس الماس کے ایٹمی ریسرچ ادارے میں مشین پر کام کرتا تھا۔ اس کا نام ڈیوڈ گرین گلاس اور وہ ایتھل کا بھائی تھا۔ اور اس سے اس نے ایٹم بم کے متعلق تمام معلومات حاصل کی تھیں۔ گرین گلاس پر سب سے بڑا الزام یہ لگایا گیا تھا کہ اس نے ایٹم بم کے متعلق حاصل کردہ دستاویزات اپنے سالے کی وساطت سے روسی جاسوسوں کے حوالے کیوں کی۔ کیونکہ وہ تو سوویت انٹیلی جینس کا ہرکارہ تھا۔ ہری گولڈ نیویارک میں عرصہ دراز سے یہ کام سرانجام دے رہا تھا۔ یہ تمام گواہیاں اور ناقابل تردید ثبوت روزنبرگ کے خلاف گرین گلاس اور اس کی بیوی نے حکومت کو مہیا کئے تھے۔

روزنبرگ نہ صرف ایک روسی ایجنٹ اور جاسوسی ہرکارہ تھا۔ بلکہ وہ ایک بااختیار ایسا جاسوس تھا جو اپنے کیس آفیسر کے لئے نئے جاسوسی ایجنٹ تربیت دیتے ہیں۔ اور اس نے زیادہ تر ایسے لوگوں کو جاسوسی ایجنٹ کی حیثیت سے تربیت دی جو اس کے اپنے قریبی رشتہ دار تھے اور بااعتماد دوست بھی۔ اور اس ساری کاوش میں اس کی بیوی کی محنت کو بڑا دخل تھا۔

۱۹۴۳ء میں گرین گلاس (David Greenglass) کو اس کے سالے نے مینہاٹن پروجیکٹ اوک رج میں مشین مین کی حیثیت سے متعین کیا اور بعدازاں اگست ۱۹۴۴ء میں اسے نیو میکسیکو کے شہر لاس الاموس میں بم بنانے کے سیکشن میں متعین کر دیا۔

حصہ لینے والوں کے بارے میں سرکاری ذرائع نے بھی تصدیق کی ہے۔ یہ ایک منظم اور تربیت یافتہ گروہ کا حملہ تھا۔ جس سے اس خیال کو تقویت ملی ہے کہ را RAW اور کے جی بی KGB کے ایجنٹوں نے اس اپریشن میں براہِ راست حصہ لیا تھا۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہو گی کہ اگر پاکستان اپنے جاسوسی نظام میں ردوبدل کرے تو حالات کچھ حد تک معمول پر آ سکتے ہیں۔ اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ جب تک انٹیلی جینس (A) کے اوپر انٹیلی جینس (B) اور (C) نہ ہوں اور ایک دوسرے کی تعاقب نہ ہوں اس وقت تک کسی جاسوس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مذکورہ ایجنٹ کس ملک کے لئے کام کر رہا ہے۔ کیا وہ ایجنٹ اپنے ملک کے لئے کام کر رہا ہے یا اس کے برعکس ملک کی اہم راز کسی دوسرے ملک کے ایجنٹ پر کروڑوں روپے کے بدلے میں فروخت کر رہا ہے تاریخ اور سیاسیات کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ کسی ملک کا استحکام اور ترقی کا اہم راز منظم انٹیلی جینس تنظیم میں ہے۔ لیکن جب کسی ملک کی انٹیلی جینس منظم نہ ہو اور طاقتور نہ ہو اس وقت تک وہ ملک نہ تو مستحکم رہ سکتا ہے اور نہ ہی ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ بہرحال خدا پاکستان کو قائم و دائم رکھے۔

بلوچستان میں بھی یہ تنظیمیں اپنے کالے دھندوں میں لگی ہوئی ہیں۔ روس سے وسیع پیمانے پر لینن اور سٹالن کی کتابیں روسی زبان سے بلوچی زبان میں ترجمہ کرا کر بلوچستان میں مفت تقسیم کرا رہی

پاکستان میں!
دھماکے کرنیوالی دہشت گرد تنظیمیں
(KGB-RAW-KHAD)



مصنف: ہری روسنزکی

ترجمہ: موسیٰ خان جلالزئی